فایض المعانی

مولفہ حافظ عمر دراز فایض عفی عنہ

۱۸۷۷ع

مطبع پنجابی لاہور مین چھپی

مصنف کے اجازت بغیر کوئی نہ چھاپے

فایض المعانی

مؤلفه

حافظ عمر دراز فایض عفی عنه

در سنه ۱۸۷۵ع

در مطبع پنجابی لاهور باهتمام منشی محمد عظیم مطبوع گردید

کہ سری کا ٹکڑا + بعد اسکے حرف یا تردید کی واسطی استعمال کرنا فضول ہے یا **ردیف**
کی **رعایت سے کوئی کلمہ زیادہ کرنا** چنانچہ دیوان اول ظفر کی ردیف الیا
کا مطلع ہی ؎ دیکھی گر چشم تری ای گل شاداب حباب + شرم کی مارے ہین بحر
مین ہو آب حباب + صریح ہی کہ دیکھے کا فاعل حباب اول ہے اور وہی فعل ہو کا فاعل
ہے اور ہو مین جو ضمیر مستتر ہے وہ حباب اول کے طرف راجع ہی پس اظہار ضمیر کا یہان
محض مہمل اور بیکار ہی یا **وضع الفاظ مین کوئی حرف زیادہ کرنا**
چنانچہ قصیدہ مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ مین سید انشاء اللہ خان لکھتی ہین ؎ افتاب
اوسکی جبین کے جو مقابل ہووے + صد صدقے ہو کہی اُف بی تیری چمکاہٹ + چمکاہٹ
حاصل مصدر ہے چمکنا کا میر صاحب نی رعایت قافیہ کے واسطے یہہ لفظ استعمال کیا ورنہ
مجرد اسکا چمک موجود ہے اسیطرح دوسرے شعر مین اولہاوٹ باندہتی ہین حالانکہ
اولہاد موجود ہے میر صاحب فرماتی ہین ؎ اتنی بھی بد مزاجی ہر لحظہ میر تجکو +
اولہاد ہی ہین سے جھگڑا ہی آسمان سے + **دوسرا کلمہ کو بیموقع استعمال کرنا**
چنانچہ اگر کی جگہ اگرچہ استعمال کرنا ظفر ؎ تجہی دیکھین تو پہر اور ونکو کن آنکھون
سے ہم دیکھین + یہہ آنکھین پہوٹ جائین گرچہ ان آنکھون سے ہم دیکھین **دقیقہ** اگرچہ

لحاظ سی عرفاً و عقلاً متعذر ہی عرفاً تو یہہ ہے کہ کوئی چیز ایسی نہین جسکی
صفات بیشمار نہون پہر یہہ قصر کہ زید مین سوائے شاعری کی اور کوئی
صفت نہین کیونکر صحیح ہوگا عقل کے روسی بہی ثابت ہوچکا ہی کہ موجود
یا واجب الوجود ہی یا ممکن الوجود اور یہہ بہی ثابت ہوچکا ہی کہ واجب تعالے
کے صفات بیشمار ہین اور ممکن فی حد ذاتہ تعدد رکہتا ہی کیونکہ اوسکی نسبت
اور اعتبارات مین تعدد موجود ہا علاوہ بعض علما کا قول ہے کہ ارتفاع
نقیضین کا لازم آجاتا ہی یعنی دونون نقیضین رفع ہوجاتی ہین اور قایم
کوئی بہی نہین رہتی کیونکہ صفت منفیہ کے بہی البتہ نقیض ہے پس جب جمیع
صفات کی نفی کردیجائیگی تو لازم ہوگا کہ نفی بہی منفی ہوجائے کیونکہ کتابت
انسان کی صفت ہے اور عدم کتابت بہی ایک صفت ہی اور یہہ دونون
ایک دوسرے کی نقیض ہین سو یہہ کہنا کہ اور کوئی صفت اسمین نہین
یہہ بہی ایک صفت ہی اسکی بہی نفی لازم آجاتی ہے اور ارتفاع
نقیضین کا ہوجاتا ہی مگر یہہ کہا جای کہ صفت سے مراد صفت وجودی
ہے نہ عدمی پہر بہی وہ تعذر یعنی موصوف کا بصفت واحد ہونا باقی ہے

نکتہ پہلا قصر یعنی قصر حقیقی بہت جگہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین خدا ایک ہی ہے اور سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم الانبیا کوئی نہین اور یہہ **قصر حقیقی صحیح** ہے **نکتہ** کبھی قصر حقیقی کو مبالغے واسطے بیان کرتے ہین اور صفات متعددہ کو منزلہ معدوم کے خیال کرتی ہین سو یہہ کبھی قصر موصوف کا صفت پر ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید دیوانہ ہی ہے یعنی اور جتنی صفات ہین دیوانگی کے ایسی مغلوب ہو گئی ہین کہ گویا معدوم ہین اور کبھی قصر صفت کا موصوف پر ہوتا ہی مثلاً زید ہی شاعر ہے **غالب** جنس ہا بازار معاصی اسد اللہ اسد + کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار نہین + ہمارا مطلب یہ ہے اتیری سی ہے یعنی اور خریدار اوسکی ایسی حقیر ہو گئی ہین کہ گویا نہین ہین اور قصر حقیقی اور غیر حقیقی مین فرق یہہ ہے کہ حقیقی مین متکلم کی نزدیک جمیع صفات مسلوب ہوتے ہین اور یہہ شرط اسمین نہین ہوتی کہ مخاطب **افراد یا قلب یا تعیین** کا اعتبار کرے اور یہہ سلب مقتضی اس بات کا ہی کہ تعدد صفات نہو اور غیر حقیقی مین واجب ہے کہ ان تینون مین سی کسی ایک کا اعتبار کیا جائے

اور علام تعدد صفات کو اوسمین دخل نہین **نکتہ** قصر غیر حقیقی یا تو مخصوص
کرنا ایک چیز معہود کا ہی دوسری چیز کے ساتھہ جو اوسکی برخلاف ہو یا
مخصوص کرنا ایک امر کا ہی دوسری کی جگہ پس اگر پہلی ہین مخاطب شرکت
کا اعتماد رکھتا ہو تو متکلم کے کلام سی مطلوب قصر افرادی ہی چنانچہ
زید تنہا آیا ہی مخاطب کو یہ اعتقاد تہا کہ زید اور عمرو دونون آئی ہونگے
متکلم نے کہدیا کہ زید تنہا آیا ہی اور مخاطب کا اعتقاد باطل کردیا اگر
مخاطب اعتقاد شرکت کا نرکھتا ہو بلکہ اشتباہ ہو تو قصر تعیین ہے مثلاً
زید بیٹھا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ دونون مین سے کوئی ایک بیٹھا ہے
لیکن اشتباہ تعیین مین تہا کہ معلوم نہین کہ دونون مین سے کون بیٹھا
ہے سو متکلم نے تعیین کردیا کہ زید بیٹھا ہی اور اگر مخالف ہو تو قصر قلب ہے
اور بیان وجہ یہ ہے کہ مخاطب مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد
رکھتا ہو مثلاً زید گیا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ عمرو گیا ہی اور متکلم کی
کلام کا مفہوم یہی کہ زید گیا ہی اور مخاطب اسکی برعکس اعتقاد رکھتا
ہے اگر کہا جاوی کہ یہان ایک اور قسم بن سکتی ہی کیونکہ جب سامع کو

تردد زید اور عمرو کی آنی مین ہو اور متکلم کہی کہ نہ زید آیا ہی نہ عمرو بلکہ بکر آیا ہی تو
پس یہہ نہ تو قصر قلب ہے نہ قصر تعین کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب کو متوہم
کلام متکلم کی برعکس اعتقاد رکہتا ہو اور قصر تعین مین شرط ہی کہ تصور موجود ہو اور
اشتباہ اس بات مین ہو کہ آیا کون شخص دونون مین سی آیا ہی سو یہان تو بکر کا
مخاطب کو تصور ہی نہ تہا اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر سامع کو تردد اس بات مین تہا کہ جو
شخص آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو ان دونون مین سے ایک کے سوا اور کوئی شخص نہین
پس اسوقت یہہ قصر قلب ہوگا کیونکہ متکلم کا کلام سامع کی اعتقاد کی برعکس ہے
اور اگر مساوات کا ارادہ رکہتا تہا کہ زید آیا ہی یا بکر یا عمرو یا کوئی اور شخص پس یہہ
قصر تعین ہوگا بلاشبہہ کیونکہ اوسکا خاص یہہ مطلب تہا کہ زید ہی آوے یا عمرو
یا بکر بلکہ اوسکا یہہ مطلب تہا کہ کوئی ہو اور مقصد اوسکا طلب تعین اور رفع اشتباہ
تہا سو وہ بکر کی کہنی سی حاصل ہوگیا مگر اوس صورت مین اسکا جواب مشکل ہے
کہ سامع خالی الذہن ہو اور ان دونون مین سی کسیکا تصور نہ رکہتا ہو پہر ہم یہہ
کہہ سکتی ہین کہ اس قسم کی مثالین بہت کم واقع ہوتی ہین یہہ ہی مختصر بیان

قصر افراد اور قصر تعین اور قصر قلب کا **نکتہ** قصر افراد مین جو قصر موصوف کا

ء صفت پر ہو شرط ہی کہ دونون صفات باہم منافی و متباین ہون پس اس
صورت مین یہہ نہین کہا جاویگا کہ زید بینا ہی نہ نابینا کیونکہ قصر افراد مین شرط ہے
کہ مخاطب اعتقاد شرکت کا رکہتا ہو اور کوئی عاقل یہہ اعتقاد نہین کر سکتا کہ زید
ایک ہی حالت مین بینا بہی ہے اور نابینا بہی اور قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
ایسی معنونکا اعتقاد رکہتا ہو کہ ایک نوع کا تقابل اونمین پایا جاوی پس یہہ
نہین کہا جا سکتا کہ زید کہڑا ہی نہ شاعر کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد رکہتا ہو اور یہہ اوس صورت مین ممکن ہی کہ
دونون امر ایسی ہون کہ اونمین ایک نوع کا تقابل پایا جاوی جیسا کہ کہین
زید کہڑا ہی نہ بیٹہا اور شاعری ایک صفت علیحدہ ہے اور کہڑا ہونا علیحدہ ان
دونون مین کوئی نسبت نہین ایسا ہی قصر تعین کا حکم ہے **نکتہ** قصر کئی
طرح پر آتا ہی منجملہ اوسکی عطف ہے جو کلمہ نہ کی ساتہہ مذکور ہوتا ہی جیسا کہ کہتی ہین
زید کالا ہی نہ گورا اور یہہ قصر موصوف کا ہی صفت پر اور قصر صفت کا موصوف پر
یہہ ہے زید شاعر ہی نہ عمرو اور افراد و قلب و تعین بحسب مقام معلوم ہو سکتی ہین
منجملہ اوسکی نفی اور استثنا ہی **ذوق** نہ آیا خاک بہی رستہ سمجہہ مین عمر رفتہ کا

مگر سمجھی نہ داغ معصیت کو نقش پا سمجھی + مستثنیٰ منہ اس بیت مین خاک ہی جو حکماً ہاے
معنی فارسی مین ریچ ہی اور مستثنیٰ مصرع ثانی جو بعد حرف استثنا کی واقع ہوا ہے
نکتہ اصل یہہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مقدم ہو اگرچہ کیونکہ مستثنیٰ اوس سے پیدا ہوتا
ہی اور وہ بجای باپ کے ہی جو بیٹی سی مقدم ہونا چاہیے مگر کبھی موخر بھی ہو جاتا
ہے **غالب** جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد + کہ سوا تیرے کوئی اوسکا خریدار
نہ ہوا + کوئی مستثنیٰ منہ ہی اور تیری مستثنیٰ اور فایدہ تقدیم مین یہہ ہے کہ مستثنیٰ
عظیم الشان تہا اوسکا ذکر مقدم کیا گیا **نکتہ** اصل مستثنیٰ مین یہہ ہے کہ استثنا
متصل ہو یعنی مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس مین داخل ہو چنانچہ سب لوگ آگئی
مگر زید نہین آیا سب لوگ مستثنیٰ منہ ہے اور زید مستثنیٰ سو یہہ دونون ہم جنس ہین اور
کبھی مستثنیٰ غیر جنس بھی ہوتا ہی سو یہہ اسواسطی ہوتا ہی کہ مستثنیٰ کی دخول کا
مستثنیٰ مین ابہام اوسمین ہوتا ہی **میر حسن** نہ انسان ہی وان نہ حیوان ہے +
فقط اک کف دست میدان ہے + مگر بیچ مین اوسکی ہے اک کنوان + کہ آہونکا اوٹہتا
ہے اوسجا دہوان + انسان و حیوان مستثنیٰ منہ ہین اور کنوان مستثنیٰ سو یہہ دونون
غیر جنس ہین۔ بعض کا قول ہے کہ مستثنیٰ منہ میدان ہے اور وہ کنوئین کی

جنس مین داخل ہے سو یہہ درست نہین کیونکہ یہان نفی اور اثبات شرط ہی یعنے
اگر مستثنی منہ منفی ہو تو مستثنی مثبت ہوتا ہی ورنہ اگر مثبت ہوگا تو یہہ ضرور منفی
ہوگا یہان دونون مثبت ہین اور انسان و حیوان جو منفی ہین اور کنوان مثبت البتہ
مستثنی اور مستثنی منہ بن سکتی ہین اگر کہا جای کہ میر حسن کے **شعر** خدا جانی اب
اسمین کیا بہید ہے + یہ کہتی ہین جیتون کی امید ہی + مین مستثنی مستثنی منہ دونون
مثبت ہین تو ہم کہتی ہین یہان استثنا نہین بلکہ استدراک ہی اور وہ دفع وہم
کے واسطی آتا ہی جب پہلا مصرع متکلم نے بیان کیا تو اوس سے مخاطب کو وہم پیدا
ہوگیا کہ شاید یہی بات متکلم کو کہنی منظور تہی سو وہ کہہ چکا متکلم نے اوسکا وہم
دفع کرنیکی لئی ایک کلمہ مصدّر بکلمہ استدراک شروع کیا اور اگر استثنا ہی تسلیم کیجائے
تو بہی درست ہو سکتا ہی لیکن ایسی تاویل کیجاویگی کہ یہہ کلمہ خدا جانی خود منفی ہے
اور تاویل اوسکا یہہ ہے کہ مین کچہہ نہین جانتا پس یہہ مستثنی منہ ہوگا اور اسی قسم سے
ہے میر سب گئے صبر و ہوش و تاب و توان + لیکن اب داغ دل ہی لگ گیا + مستثنی منہ یہان
غیر جنس ہے اور اگر مستثنی منہ یہان رفیق جو سفر رہی ٹہیرایا جاوی تو اوس صورت
میں حول اوسکا اسمین درست ہے اور استثنا متصلہ ہو جائیگی لیکن یہہ اتصال

ادعائی ہوگا یعنی ادعا کیا جای کہ صبر و ہوش و تاب و توان و داغ سب رفیق تہی اُنمین سے فقط داغ باقی ہے اور سب چلے گئی باقی کلمات استثنا کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیی منجملہ اونکے کلمہ ہی ہے باول کسور و ثانی زدہ جو مفید معنی حصر ہے **ذوق** کام ہیہ تیرا ہی تہا ای ابر رحمت تجہے + ورنہ جا داغ عصیان میرا دامان چہوڑ کر یعنی سوا تیری اور کسیکا کام نہ تہا - اسی قسم سی ہے **غالب** دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئی کیون + روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائی کیون + یعنی دل ہی ہے جسکے صنعت یہہ ہے کہ درد سے بہر آیا کرتا ہے اور یہہ قصر قلب ہے **دقیقہ** کلمہ ہی جب بعض ضمایر منفصلہ کی ساتہہ ملحق ہو جاتا ہی تو حرف ہے اوسمین سے ساقط کر دیتی ہین **میر** ہے تنہا اندلون دوستان ہر جسکی غم ہتی خونفشان + وہی آفت دل عاشقان کسی وقت ہمسی ہی یار تہا + نہ ہی اصل مین نہ ہی ہے وصل کی حالت مین ہے ساقط ہو گئی اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ وہ کی ہے ساقط ہوئی ہو اور لفظ اس کے ساتہہ بہی ملحق ہو کر ہے ساقط ہو جاتی تہے **میر حسن** اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا کنشت + اوسی کا ہی دوزخ اوسیکا بہشت + جب تم

کے ساتھ اسکا الحاق ہوتا ہی تو اسقاط ہی کا عمل مین نہین آتا بلکہ ایک نون
غنہ اوسکی اخیر مین زیادہ کر دیتے ہین **میر حسن** تمہین نے تو ٹہیرکا تہا مجہپر گلاب
اور بید کے ساتھ ملحق کرنے سے بھی ہی ساقط کیجاتی ہے اور یہی کہدیتی ہین اور
یہہ لفظ کبھی ہمراہ بدون الحاق رابطہ کی بمعنی قصر ہوتا ہی **میر** گر یہی
یونہی غم کے مارے ہم + تو یہی آجکل سدہاری ہم + یعنی آج ہی کل مین سدہارینگی
اور برسون خ ہونے یا دیگی **منجملہ** اونکی یہہ ہے کہ بعد نفی این و آن کے ایک شی کا
اثبات ذکر کرین جیسا کہتی ہین نہ چاندی ہی نہ سونا بلکہ رانگا ہی **غالب**
دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین + بیٹھی ہین رہگذر پہ ہم کیون ہمین
ستائی کیون + یعنی صرف رہگذر پہ بیٹھی ہین اور کہین نہین آور اسی قسم سی ہے
نیاز نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی + یعنی فقط بیخبری باقی رہی اور
کچھ نہ رہا اور اسی قسم سی ہے **میر حسن** منظور سر سہ نہ کاجل ہے کام نظر مین
وہی تیرہ بختی کی شام **منجملہ** اونکے لفظ خاص تنہا فقط اکیلا صرف
محض وغیرہ مین چنانچہ کہتی ہین یہہ کتاب خاص بد کی لکھی ہوئے ہے **میر حسن**
فقط کان مین ایک بالا پڑا + کہی تو کہ تہا مہ کے ہالا پڑا + زید تنہا گیا تھا

وہ اکیلا آیا ہے + صرف اوسنی روپیہ داخل کیا ہی محض کاغذ اوسنی بھیجا ہے

نکتہ جیسا کہ مبتدا و خبر مین قصر واقع ہوتا ہی ویسا ہی فعل و فاعل و مفعول و غیرہ مین بھی واقع ہوتا ہی چنانچہ امثلہ مذکورہ سے واضح ہی نکتہ استثنا مین مقصور علیہ حرف استثنا سے جو خبر ہوتا ہی اوسکا قاعدہ یہہ ہے کہ حرف استثنا خود مقصور علیہ ہوتا ہی چنانچہ سوای زید کی اور کسیکو نہین مارا، زید مقصور علیہ ہے اور مستثنیٰ منہ عام ہونا چاہیی تاکہ اخراج اوس سے ثابت ہو جاے اور یہہ بھی شرط ہی کہ مستثنیٰ منہ جنس و صفت مین مستثنیٰ سے مناسبت رکھتا ہو چنانچہ مثال مذکور مین کسیکو مستثنیٰ منہ ہی اور وہ عام ہے زید کا اخراج اوس سے ہو سکتا ہی اور جب مستثنیٰ منہ کی نفی کیجاتی ہے تو قصر پیدا ہو جاتا ہی کیونکہ سواے مستثنیٰ کی جنس مذکور مین کوئی شامل نہین رہتا

چھٹا باب انشا کے بیان مین

نکتہ اگر جملہ انشائیہ متضمن طلب ہے تو یہہ لحاظ اوسمین ضرور رکھنا چاہیے کہ طلب کے وقت مطلوب غیر حاصل ہو کیونکہ تحصیل حاصل کی محال ہے چنانچہ مردہ کو کہین تو مر جا تو یہہ محال ہے

حروف شرط مین سے ہے لیکن موقع اوسکی استعمال کا مخصوص ہے کیونکہ اسکی جزا
بطریق استثنا کی آیا کرتی ہے یعنی جزا مین کلمہ استثنا کا لفظاً یا تقدیراً ضرور
واقع ہوا کرتا ہے چنانچہ میر تقی فرماتی ہین ؎ گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم +
لیک لگ چلنی کو بلا ہین ہم + ولہ ؎ گرچہ کب دیکھتی ہو پر دیکھو + آرزو ہی کہ
تم ادہر دیکھو + خلاصہ یہہ ہی کہ متکلم بعد لفظ اگرچہ کے جو مضمون واقع ہوتا ہی اوسکی تسلیم
کرتا ہی پہر اوس سے استثنا کرتا ہی برخلاف اگر کے کہ اسکی جزا مشروط باستثنا نہین
حکیم مومن خان فرماتی ہین ؎ گر خواب مین بہی دہر کو دیکہیا + آنکہین مژہ کو
دکہائینگے ہم + اسی قبیل سے ہی بعد موصول کے دوہرا صلہ لانا ؎ مصور کہینچ
وہ نقشہ کہ جسمین یہہ صفائی ہو + مطلب یہ ہی کہ بدون کاف صلہ کی تمام ہو سکتا تہا مگر یہہ
فصحای ہند کی کلام مین اکثر دونون صورتون سے واقع ہوا ہی۔ بہتر یہی ہے کہ اس سے
احتراز کیا جاے کیونکہ یہہ اصل ہے اور اسمین اختصار ہی ہے اور اختصار ابلغ ہوتا ہی **تیسرا**
ترکیب اضافی ہین الفاظ ہندیہ کو ہندی سے یا ہندی و فارسی کو باہم مضاف یا مضاف
الیہ بنانا مگر یہہ مخصوص اہل دفاتر سرکاری و روزمرہ اخبار نویسان ہندی ہی
چنانچہ گورنمنٹ چہارم اور یہہ محاورات کثیر الوقوع ہین اور اخبار نویسان و اہل دفاتر

کیونکہ مرا ہوا کیا مریگا غرض یہہ ہے کہ طلب کے جتنے اقسام ہین سب
مین یہہ غایت ضرور ہونی چاہیے پس اگر مطلوب ایسا ہی کو پہلے حاصل
ہو چکا ہے تو ایسی موقع پر اوسکو اپنی حقیقی معنونپر حمل نہین کرتے بلکہ
اوسکی اور معنی لیی جاتی ہین چنانچہ **استفہام انکاری** کہ نفی الحقیقۃ
خبر ہے لیکن بظاہر انشا ہے اور نکتہ عائدہ سمین یہہ ہے کہ مطلب اسقدر
واضح ہی کہ گویا مخاطب بہی اوسکو جانتا ہے یہانتک کہ متکلم اوس
مطلب کا اوس سے سوال کرتا ہی **تمت** انشا کی اقسام بہت ہین منجملہ
اونکی **تمنّا** ہے اور لفظ اوسکی یہہ ہین کاش کاشکی اور تمنا مین
شرط نہین کہ متمنّیٰ ممکن الوجود ہی ہو کیونکہ اکثر اوقات انسان طلب
محال کی بہی کر لیتا ہی اور وہ محال یا محال عقلی ہوگا چنانچہ کاش
سورج نہ نکلتا اور کاش مین دنیا مین نہ آتا یا محال عادت چنانچہ
کاش مین ہمیشہ سوتا رہتا اور کبہی متمنی ممکن بہی ہوتا ہی **غائب**
نہ ہو یا بلا ہو جو کچہہ ہو + کاشکی تم میرے لیے ہوتے + ایک شخص کا
کسیکے لیی ہونا ممکن ہے **میر حسن** تجہی کاش اسوقت مین دیکہیں

جیون مین اگر تیری آ گئے مر دون + لفظ کاش کے ابتدا مین کبہی حرف
ندا بہی آیا ہوتا ہی مجرد کی مثالین گذر چکین مزید کی یہہ ہے **غالب**
جانا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار + ای کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین +
خدا کرے بہی تمنا کی واسطی آتا ہی **غالب** غالب خدا کرے کہ سوار سمند
ناز + دیکہون علی بہادر عالی گہر کو مین + خدا وہ دن کرے بہی تمنا
کے واسطی آتا ہی **ذوق** یا نکلے آپکا مقر قاصد او وہ دن کرے +
جو تو مانگیگا تجہی دونگا خدا وہ دن کرے + اسمین بہی تمنی وہی جملہ ہوتا ہے
جو اسم اشارہ کا مشار الیہ ہو اصل تو یہہ ہے کہ خدا وہ دن کرے خدا کرے
مین سے ماخوذ ہی اسمین اور اسمین کچھہ فرق نہین علی ہذا القیاس
اللہ کرے بہی **س** اللہ کرے کہ تو بہی گرفتار عشق ہو + چہپ جاے
تیر آہ سی تیرا جگر کہین + ان دونون مین سوا ے اختلاف لغت کی کہ
وہ فارسی ہے اور یہہ عربی اور کچھہ فرق نہین شاید اور مگر بہی تمنا کے
واسطے آتی ہین مگر اسوقت اونکی اصلی معنون سے انحراف کرنا ضروری
ہے **میر حسن** مگر غنچہ سان کچھہ کہلی میرا دل + کہ غم نے کیا ہے

نہیں ہے مہمل + مگر بیان اوس صورت مین درست ہوگا کہ شک کی معنون
مین مستعمل نہو ورنہ ہماری بحث سے خارج ہوگا منجملہ اونکی **استفہام**
ہے اور وہ دو قسم ہے ایک تحقیقی دوسرا انکاری اور حقیقت مین
استفہام خبر ہوتا ہی لیکن بظاہر انشا نظر آتا ہے اور نکتہ اسمین
وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین کلمات جو استفہام کی واسطے
موضوع ہین یہہ ہین آیا کیا کون کیون کسلیے کسطرح کیونکر
کیسے یا کیسا کب کون کہان کتنی کسقدر مگر جو شک کی لیے
موضوع ہے کبھی استفہام کی واسطے بہی آجاتا ہی گو **نکتہ**
آیا کبھی طلب تصور کے واسطے آتا ہی چنانچہ کہتے ہین آیا حافظ جی آئے
ہین یا منشی جی اور کبھی طلب تصدیق کی واسطے آتا ہے جیسا کہ کہتے
ہین آیا تمنے زید کو مارا ہی یا بکر کو اور فرق تصور و تصدیق مین
بحث مذکورہ سے معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر ذات فعل مین شک ہے اور
اوسکی طلب کا ارادہ کیا جاتا ہے تو مخاطب سے طلب تصدیق صدور
فعل کی ہوگی اور ذات فعل سے مراد وہ ضرب ہے جو مخاطب سے صادر

ہوکر زید کے اوپر واقع ہوئی اور طلب بقصور اسکے برخلاف ہوتا ہی
یعنی اسمین ذات فعل کا صدور متحقق ہوتا ہے لیکن طلب بقصور فاعل
منظور ہوئی ہے **نکتہ** ذوق طبیعت کا مقتضی ہے کہ کلمہ آیا قضایا
شرطیہ متصلہ پر آیا کرے اور انفصال کا لحاظ بھی اسمین ضرور ہو شرط حملیہ
دوسرا جزو درمیان نہو اور قضیہ ایک بات ہی جسکی کہنے والیکو سچا
یا جھوٹا کہہ سکتی ہین اور وہ تین قسم ہے ایک حملیہ دوسرا شرطیہ
متصلہ تیسرا شرطیہ منفصلہ اگر محکوم علیہ و محکوم بہ مفرد ہونگی
تو اسکو حملیہ کہینگے اگر مفرد نہون تو اوسکی دو حالتین ہین اگر حکم
باتصال ہے تو شرطیہ متصلہ کہینگے اور اگر حکم بانفصال ہے تو شرطیہ
منفصلہ انفصال سے یہہ مراد ہے کہ شرطیہ مین جو دو نسبتین پائی جاتی
ہین وہ منافی ایکدوسرے کی ہون صدق اور کذب مین یعنی نہ دونون
صادق ہوسکین اور نہ دونون کاذب ٹھیرین مثلا کہین کہ یہہ عدد
جفت ہی یا طاق جس عدد کو خیال کروگی دونون حالتونمین
سے ایک ضرور کہنا ہوگا نہ یہہ کہ جفت بھی ہو اور نہ طاق بھی

یا جفت و طاق کچھ بھی نہ ہو پس کلمہ آیا ایسی ہی قضیہ پر آیا کرتا ہے
چنانچہ آیا یہہ عدد زوج ہے یا فرد - آیا زید سوتا ہی یا جاگتا اور ایسے
قضیے کا دوسرا جزو جزو اول کے قرینہ سی معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ
آیا زید آیا ہے ایک ایسا قضیہ ہے کہ اسکا جزو ثانی مذکور نہین مگر جزو
اول سے معلوم ہو سکتا ہے اور طریق اوسکی دریافت کرنیکا یہہ ہے
کہ اگر شک نفس فعل مین ہوگا تو جزو ثانی لامحالہ (یا نہین آیا ہو)
اور اگر فاعل مین شک ہے تو دوسرا جزو (یا عمرو) ہوگا اور اگر مفعول
مین شک ہوگا تو بھی دوسرا جزو (یا عمرو) ہی ہوگا آد کیا اور
کون طلب تصور کے واسطے آتے ہین پہلا غیر ذوی العقول مین مستعمل
ہوتا ہے اور دوسرا ذوی العقول مین اور نیز پہلا طلب عام اور طلب
ماہیت کی واسطی خواہ حقیقۃً ہو چنانچہ یہہ کیا چیز ہے متکلم کو
اس کلام سے تصور ماہیت کا مطلوب ہے یا ادعائً یعنی باوجود
علم کے کسی چیز کی ماہیت سی سوال کیا جاتا ہے چنانچہ ؎ پوچھتے
ہمسے کیا ہو کیا ہی عشق + سچ تو یون ہے بری بلا ہے عشق +

اور دوسرا سوا ہی محل اعلام یا مشابہ محل اعلام کے اور جگہہ مستعمل نہین ہوتا
چنانچہ ع کون آتا ہی یہ کسکی پاؤن کی آواز ہے + ہر صدا آیا مین جسکی
سو طرح کا ناز ہے + اور یہہ مشابہ محل اعلام مین مستعمل ہوا ہی مگر کونسا
جو مرکب ہے کون اور سا سی غیر ذوی العقول پر بہی مستعمل ہو سکتا ہی اور
مطلب اوس سے بہی طلب التصور ہوتا ہے چنانچہ کہتی ہین نواب صاحب کا
کونسا باغ ہے ۔ زید کا گہوڑا کونسا ہی کونسی کتاب پڑہتی ہو اور کونسا
بہی اسی کے قریب قریب ہے لیکن یہہ عام نہین بلکہ خاص اوس چیز کا تصور
اس سے مطلوب ہوتا ہی جو کسی عدد کی طرف منسوب ہو جیسا کہ کہین آج
کونسی تاریخ ہے کونسا مہینا ہی **نکتہ** کبہی کیا اور کون طلب تصدیق
کے واسطے بہی آجاتی ہین چنانچہ استفہام انکاری جو ادعای کمال وضوح
مطلب کے واسطے آتا ہی یعنی مطلب بہانتک واضح ہوتا ہی کہ مخاطب بہی
اوسکو جانتا ہی اور پہر اوس سے سوال کرتا ہے **ذوق** کیا فایدہ فکر بیش
و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا + **جان صاحب**
کون کہتا ہے ہمسی بولو تم + ہو نہ تو گھونگٹ سی اپنا کھولو تم **نکتہ**

کیون کسلئی کسو اسطی طلب سبب کے واسطی آتے ہین **ذوق** شانہ کا لی
چاک پسند آپکو آیا + کسو اسطی ان سینہ فگارون سے تو کہیے + **غالب**
کہین نظر نہ لگی اوسکی دست و بازو کو + یہہ لوگ کیون مری زخم جگر کو
دیکہتی ہین + کسطرح کیونکر طلب وضع کے واسطی آتے ہین **غالب**
فراق یار مین تسکین نہ ہو تو کیونکر ہو **ذوق** ابر رحمت ہی تجہی
اسدم لگا دی تو جہڑی + کہتی ہین جانیکو وہ دیکہین تو کیونکر جائینگی
اور کسطرح اور کیونکر دونون ایک دوسری کی جگہ آسکتی ہین اسلیئی
ایک ہی کی مثال پر اکتفا کیا گیا + کیسی طلب وضع کی واسطی آتا ہے
شہیدی در پردہ ستم ہمیشہ وہ کرجاتی ہین کیسی + جب لیے جہو تو
پہر صاف مکر جاتے ہین کیسی + کیسا طلب کیفیت کی واسطی آتا ہے
ذوق ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہے اہی قاتل + اوٹہا ہی قصہ یہہ
بعد انفصال کے کیسا + کس طلب تعین کے واسطی آتا ہی مثلاً کسکو
ڈہونڈہتی ہو اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول اسمین مساوی ہین
ذوق لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون + سامنی آجای تو شتابی

بتا دون دیکھکر + **ولہ** کسیدم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو + کسو وقت میرا
ہو نہہ کو کلیجا نہین آتا + کب طلب تعین زمانہ کی واسطی آتا ہی **میر حسن**
قلق دل یہ یعنی کٹی روز کب + ملی مجھسے شمع شب افروز کب + **ذوق**
عبث ہی جان لبون پر منتظر وہ شوخ کب آیا + اگر جیتے بہی آیا تو ہم جانینگے
اب آیا + اور یہہ استفہام انکاری ہے کبھی طلب تعین صدور فعل کے
واسطی آتا ہی **میر** میر آوگی آپ مین ہی کبھو + سخت مشتاق ہین تمہارے
ہم + اور کبھو اور کبھی دونون ایک ہی ہین فرق صرف یہی ہے کہ پہلا
پہلے زمانہ مین مستعمل تہا اور اب وہ کامحاورہ متروک ہو گیا ہی اور کبھی
بمعنی گاہ گاہ مستعمل ہوتا ہی اور اکثر اوقات ایسی موقع پر تکرار کے ساتھ
بولتی ہین اور کبھی وقت غیر معین کے معنے دیتا ہی **میر** کبھی جائیگی جو ادہر
صبا تو یہہ کہیو اوس سے کہ بیوفا + مگر ایک میر شکستہ پا ترے باغ تازہ
مین خار تہا + اور کبھی بمعنی زنہار و ہرگز بہی آتا ہے لیکن یہہ جملہ منفیہ
مین آتا ہی کہان طلب تعین مکان کے واسطی مستعمل ہوتا ہی **سودا**
لئی پہرتی ہے بلبل چونچ مین گل + شہید ناز کی تربت کہان ہے +

کب کبھی کہان کبھی محض تمنا کی واسطی آجاتی ہین لذت شناسان سخن
اشلہ مرقومہ سے ذوق وافر و حظ کامل اوٹھا سکتی ہین کہ ہر طلب تعیین
جہت کے واسطی مستعمل ہوتا ہے **ہمیر حسن** تیرے نوجوان ہین کہ ہر جا ون
ہیر + نظر تو نی مجھ پیر کی بنظیر + کتنی طلب کمیت عدد کے واسطی آتا ہے مثلاً
کہتی ہین کتنی بلکے رپیہ مین مگر طلب تصدیق کی واسطی آتا ہے **ہمیر**
کبھو جائیگی جو ادہر صبا تو یہ کہیو اوس سے کہ بیدفا + مگر ایک ہمیر شکستہ پا تری
باغ تازہ مین خار تہا + چونکہ لفظ مگر سی شک کے معنی حاصل ہوتی ہین
اور شک موجب استفہام کا ہوتا ہی اس سبب سے کبھی کبھی ان معنو نمین
مستعمل ہو جاتا ہی کہین کبھی افادہ استفہام کا بھی دیتا ہی **ذوق** زیادہ
ہوگا توکل سی بھی کہین وہ نہ + کہ ہمین آیا نو روز سے ہی اور نہین وہ نہ + اور
یہ استفہام انکاری ہے اور کبھی محض تمنا کی واسطی آتا ہی **لمولفہ** کہین
اوڑتی سی قاصد باد صبا ذرا وصل کی اوسکی سنا دی مجھی + کہین تو ہی نسیم مدد کو
پہونچ وہ نقاب اوس لٹ کی وہ کہا دی مجھی + **سودا** اسو اتری فریاد سی آنکھون
کٹی رات + آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر ہی + اور کبھی مقام عدم تعیین مکان

یہ بہی مستعمل ہوتا ہی جیسا ؎ آئی صدا گیا ہی کمر ماندہ ہکر کہین **نکتہ**
کبہی استفہام کو اختصار کے واسطی حذف بہی کر دیتی ہین کیونکہ جب قرینہ دال
موجود ہوتا ہی تو ذکر کرنیکی کچہہ حاجت نہین ہوتی **ذوق** تو کہی غنچہ
کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین ٭ جیسے موہنہ چہوٹا سا اور بات بڑی
خوب نہین ٭ کیا یا آیا لفظ استفہام اسمین سے محذوف ہی **نکتہ** اصل
استفہام مین یہہ ہے کہ حقیقی ہو مگر کبہی کلمہ استفہام سی کوئی اور معنی
بہی مقصود ہوتے ہین جیسا کہ انکار اور نکتہ عامہ اسمین وہ ہے جو پہلی بیان
ہو چکا - کبہی زجر و توبیخ اس سے مطلوب ہوتے ہے **ذوق** تو کہی غنچہ کہ
اوس الخ **ولہ** بغل سے لیگئی دل کو نکالکر وہ صریح ٭ جو مانگا تو کہا آہنین
نکالکر کیسا ٭ اور کبہی استفہام تسخر کی واسطی بہی آتا ہی چنانچہ کہتی ہین
کیا خوب - چہ خوش آور کبہی اظہار تاسف کی واسطی بہی آتا ہی **مومن**
کہان وہ بطر تبان اب کہ اسکو تو مومن ٭ ہزار ہا دن سال ہوئے سیکڑون
برس گزرے - کبہی استفہام اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے **غالب**
وہ آئین گہر مین ہماری خدا کی قدرت ہے ٭ کبہی ہم انکو کبہی اپنے گہر

پرہی منحصر نہین سلطان الشعرا میرزا خان درسیتبانی کو بھی یہہ مغلطہ پیش آیا ہی وہ فرماتے
ہین ۵ انبار ہین لاشون کے نظر کیجیے جسجا + قاتل ترا کوچہ ہے کہ یا کوہ مری ہے +
کوہ مری ایک پہاڑ ہی پنجاب مین اور مری ہندی زبان مین وبا کو کہتی ہین میرزا
دوسرے معنی یہان مقدم سمجھتی ہین اور ظاہرا ایہام کی طرف متوجہ ہوئے ہین کہ
بادی النظر مین کوہ مری کوہ مشہور سمجھا جاتا ہی لیکن مطلب کثرت مرگ عشاق
سے ہے اگر یہہ کہا جائی کہ کوہ مری سے یہان وہی کوہ مشہور مراد ہی جو سرد سیر ہے
اور بلحاظ سرد سیری و لطافت کی کوچہ یار کو اوس سے منسوب کر دیا ہی تو مین کہتا ہون کہ
مضمون مصرع اول اسکی تائید نہین کرتا **چوتھا** الفاظ ہندیہ یا فارسیہ کو عرب
کے طور پر بنا کرنا چنانچہ ملبب بمعنی لبالب مزیب بمعنی زیبا اور اقراب جمع توپ وغیرہ اس
قسم مین اہل دفاتر و بعض اہل تصنیف بھی شامل ہین چنانچہ صاحب فسانہ عجائب و
آرایش محفل نے اس قسم کی الفاظ مستعمل کئے ہین۔ خواجہ حیدر علی آتش ۵ کلفت
ایام سی یہہ وہ نہین کچھہ جسم کو + خوبرویونکو مزیب ململی پوشاک ہے **پانچوان**
کسی لفظ کی اصلی معنون سے انحراف کر کی اور معنون مین استعمال کرنا + صاحب بہار عشق
۵ مت سمجھنا یہہ کوہ شملہ ہے + شاہ وحید علی کا عمامہ ہے + عملہ تجربہ کار اول و دوم

کو دیکھتے ہین - کبھی استفہام افادہ تعظیم کا کرتا ہی **ذوق** شب فراق مین
اوس مہ جبین کے انجم حرخ + مجھی ڈرانی ہین انکھین نکال کے کیسا + یعنی بہت
ڈراتی ہین اداسی قسم سی ہے جو کہتی ہین کیسی کیسی بادشاہ گزر چکی ہین
یعنی بہت بڑی عالی رتبہ اور صاحب اقتدار اور کبھی فائدہ تحسین کا دیتا ہی **منشی**
محمد لطیف صاحب فرماتے ہین ؎ واہ رے جلوہ دیدار صنم کیا کہنا + قدرت
حق کا تماشا نظر آیا مجھکو + یعنی مین تیری صفت بیان نہین کرسکتا
ادنی یہہ ہے کہ تو نی مجھی قدرت حق کا تماشا دکھایا اور صنم اور حق مین
صنعت اضداد ہی اور یہہ صنایع بدیعی مین سے ہے اسی قسم سی ہے **ذوق**
نمود خال کی تو زیر ابروی یار + ستارہ نکلا ہی نیچی ہلال کے کیسا + یعنی
نہایت عمدہ ہی اور کبھی تحقیر کے واسطی مستعمل ہوتا ہی چنانچہ **ذوق**
کیا فایدہ فکر بیش و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا **غالب**
ہر ایک بات پہ کہتی ہو تم کہ تو کیا ہی + تمہین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہی +
نکتہ جب کلمہ ہر یا اوسکا قایم مقام کلمات استفہام مین سے کسی
ایک کے ساتھہ متصل ہوجاتا ہی تو اوسکو اپنی اصلی معنون سے منتقل کردیتا ہے

اور نئی معنی اوسمین پیدا کر دیتا ہی بعض کلمات انہین سے اسوقت حکم شرط کا
پیدا کرتے ہین قایم مقام کہنی سبی ہمارا یہ یہ عا ہی کہ بعض کلمات استفہام
کے ایسی ہین کہ اگر اونکی حرف اول کو جیم سی بدل دین تو وہی فایدہ دینگی جو
فارسی مین کلمہ ہر دیتا ہی اور اس سے ایک نوع کی تعمیم حاصل ہوتی ہے مثلا
کون سا جونسا کسلیی جسلیی کسطرح جسطرح کیسی جیسی کیسا جیسا کب جب
کہان جہان کتنی جتنی کسقدر جسقدر کدہر جدہر **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک
امر ہے اور وہ موضوع ہی کسی چیز کی طلب کے واسطی جو بطریق استعلا و بزرگی
کیجاسئے اور دلیل استعلا و بزرگی کی یہی ہے کہ جب سامع امر کے صیغہ کو سنتا
ہے تو اسکی ذہن مین فی الفور گذرتا ہی کہ متکلم مجھکو اس کام کے واسطی مامور
کرتا ہی اور خود آمر بنتا ہی اور شک نہین کہ آمر مامور سی بزرگ تر ہوتا ہی
صیغہ امر کا امر کے سوا کبھی اور معنو نمین بہی مستعمل ہوتا ہی سو وہ کبھی
التماس کی طور پر ہوتا ہی مثلا اقبال اپنی قرضدارون سے کہی اصل دو ندو
سود دیدو یعنی اصل کا دینا نہ دینا مساوی ہے کبہی دعا کی طور پر **نسیم**
یا رب مری خامہ کو زبان دے + منقار ہزار داستان دے + کبہی تمنا کی لیی

آتا ہی **نسیم** بلبل تو چہک اگر خبر ہے + گل تو ہی مہک بتا کدہر ہے + بکاولی
کو کمال اشتیاق ہے کہ گل کا سراغ کہین سے ملے اسلیئی بلبل اور گل سے بتانے
کی درخواست کرتی ہے اور محال ہے کہ یہہ دونون بتا سکین لیکن چونکہ
کمال اشتیاق پر محمول ہے اسلیئی ہم اسکو تمنی کہین گے نہ ترجی اور کبھی عرض
کے واسطی آتا ہی اور عرض کے معنی ہین بسبیل عجز و انکسار کسی فعل کا طلب کرنا
اس حیثیت سی کہ دعا کی درجہ کو نہ پہونچ جائے کیونکہ وہ خاصہ معبود کا ہی **نسیم**
کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو + عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو + مشکین نہ خون
سے مشکین کسواؤ + کالی ناگون سے مجھکو ڈسواؤ + تلوار سی ہو جو قتل منظور +
ابرو کے اشارہ سے کرو چور + زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو + اپنی دل تنگ مین جگہ دو
اور ایسی مقام مین کبھی برابری بہی منظور ہوتی ہے جیسا کہ اپنے ہمرتبہ سی کہین
آیئی جب بیٹھیے ٹھیریئے وغیرہ اس قسم کو علماء تازی التماس کہتی ہین مگر
محاورہ اہل ہند و فارس مین التماس اوس طلب کو کہتی ہین جو خورد بزرگون
سے کرین اور کبھی کمال اشتیاق کے سبب امر محال پر بہی صیغہ امر کا استعمال
کرتے ہین **مولف** اوس کوچہ مین ہین فرش جہان دیدہ عشاق +

فایض تجھے چلنا ہی تو آنکھون ہی کے بل چل + آنکھونکے بل چلنا ایک امر محال ہے
مگر ادب و تعظیم کی وجہ دلدار کا جو عاشق کو کمال خیال ہے اسواسطی ایسا کہا گیا اور
تمنّا کی واسطی جو امر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہی وہ بہی اسی قسم سی ہے اور امر
کبہی تخویف کے واسطی بہی آتا ہی **فوق** نہین شیشہ مے ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکہہ نکر دلشکنی خوب نہین ہمارا مطلب دیکہنے سے ہے اور کبہی جو توبیخ کے
واسطی بہی آتا ہی **میر** آخانہ خرابی اپنی مت کر + قحبہ ہے بیٹہ اس سے گہر ہنوگا

نکتہ کبہی امر کو حذف کر دیتی ہین اور مفعول کو قایم رکہتے ہین مدعا اس سے
یہہ ہوتا ہی کہ اہمیت مفعول کے ثابت ہو **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند
سر اوڑ جائے + جلاد سی لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + تاہ صیغہ امر کا محذوف
ہے اور وہ متعدی بدو مفعول ہے مثلا عمرو کو خنجر مار مین عمرو پہلا مفعول
ہے اور خنجر دوسرا اور کو علامت مفعول کی آور یہان مفعول ذات متکلم ہی جو
قرینہ سی مفہوم ہوتا ہی اور مفعول ثانی عام ہے خواہ خنجر ہو یا کوئی اور آلہ
ضرب کا چونکہ لفظ اور کا ذکر کرنا اہم تہا وہی قایم مقام مفعول ثانی کے ٹہیرایا
گیا اور اسی کی اہمیت کی لحاظ سی صیغہ امر کا محذوف کیا گیا اور اسکو قایم کہا گیا

نکتہ کبھی صیغہ امر یا اوسکی معنی کو مکرر لاتے ہین اور حقیقت مین وہ زایدہ ہوتا
ہے مگر مناسبت محل کے رو سے ایک لطف پیدا کرتا ہی **مولف** ساقیا
بادہ دوشینہ کا اک جام پلا + مین نہین معتقد کفر نہ اسلام پلا + خیر مصرع
کا پلا زایدہ ہی مگر می کشونکو یہہ یاد تیان رہ وا ہین **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک
نہی ہے اور اوسکی معنی ہین بطریق استعلا و برتری کے ترک فعل کا طلب کرنا
اس حیثیت سی کہ اسلوب کلمہ سے وہ ترک طلب سمجہی جاوے اگر اسلوب کلمہ
سے سمجہی جاویگی تو وہ نہی ہوگی پس ہٹ جا جو اس شعر مین واقع ہی اس
قسم مین داخل ہوگا **ذوق** سرد مہری سے کسیکی لگے ہی دل سرد ہا + ہٹ جا
یہان سے دہوپ اے ابر بہاران چہوڑ کر + کیونکہ یہان نہی ذات کلمہ سے
مستفاد ہوتی ہے نہ اسلوب کلمہ سے بلکہ یہہ صیغہ امر کا ہی اور مراد اس سے
اپنے سامنے سے ہٹا دینا اور دور کر دینا ہی اور یہہ جایت امر مین بہی ملحوظ
ہے صیغہ نہی کا مت یا نہ کی ساتہہ بنایا جاتا ہے یعنی جب کوئی حرف
ان مین سے صیغہ امر پر زیادہ کیا جائے تو نہی بن جاتی ہے چنانچہ کرمت کہ
نکر **نکتہ** نہی اوس طلب ترک فعل پر دلالت کرتی ہے جو فی الفور ملحوظ

مین آوی ییس ہی سبب ہے کہ حال مین مستعمل ہوتی ہے اور ماضی و مستقبل
مین نہین ہوتی اور جب اوسکو استقبال کی طرف رجوع کرنا چاہتی ہین
تو اوسکی آخر مین حرف گا جو علامت مستقبل کے ہے زیادہ کردیتے ہین اور
نکر کی جگہ نکریگا کہتے ہین معنی اسکے یہہ ہوتے ہین کہ تیرا کرنا اوسوقت درست
نہوگا **نکتہ** نہی کبھی اپنے اصلی معنون کے سوا امر کی طرح اور معنون مین بہی
مستعمل ہوتی ہے چنانچہ عرض اور دعا اور التماس وغیرہ **نکتہ** منجملہ انشا
کے ایک **ندا** ہی اور وہ طلب اقبال یعنی اپنے طرف بلانیکی واسطے آتی ہے اور
حروف اوسکی وہی ہین جو ہم پہلے بیان کرچکے ہین یعنی اَہی اَو اَری اَیی
رہی بی اور اواخر اعلام مین الف یا یا مثلاً للو کو للوا یا للوے کہتی ہین
روزمرہ دان اس قاعدہ کو بخوبی سمجہہ سکتے ہین **نکتہ** جب ندا کی معنے
ہین کسیکو اپنی طرف بلانا تو شرط ہی کہ منادی یعنی مخاطب حاضر ہو نہ غائب
لیکن کبھی غائب کو بہی حاضر تصور کرلیتی ہین اور اوسکو پکارتے ہین میر
اترا تہا غریبانہ کنارے آکر + لب خشک موا سو نور چشم حیدر + تہ حلق
دم آب سے اوسکا نہ ہوا + ای آب فرات خاک تیری سر پر + میر صبا

دلی کے رہنے والی ہین اور فرات ایک دریا ہی جو کوفہ کی نواح مین بہتا ہے
میر صاحب نے اوسکو حاضر سمجھکے ایسا فرما دیا اور کبھی اظہار کمال بے طاقتی
اور شوق کی واسطی کہ ایک گونہ جوش اوس سے مترشح ہو استعمال مین لاتے ہین
مثلاً باد صبا اور منزل محبوب وار اور چیزونکو جو قابل خطاب نہین ہوتین
اپنا مخاطب ٹہیرا لیتی ہین **نسیم** بلبل تو چہک اگر خبر ہے + گل تو ہی مہک
بتا کدہر ہے + حرف ندا دونون مصرعون کے ابتدا سی محذوف ہی اور کبھی
اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے مثلاً کسی مصیبت زدہ یا مجروح وغیرہ کو یکایک دیکہہ
پاتے ہین تو کہتے ہین ارے کیا ہوا کبھی حرف ندا کا اختصار کے واسطی
حذف کر دیتی ہین اور قرینہ پر ہی اعتماد کر لیتی ہین مثالین اسکی پہلے گزر چکے
ہین **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک **دعا** ہی اور اوسکے معنی ہین خدا کی جناب
سے بطریق عجز و انکسار کوئی چیز مانگنا اور صیغہ اوسکا مضارع کا صیغہ ہے
قاعدہ اوسکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع واحد غایب کے آخر مین واو لگا دینے
سے دعا کا صیغہ حاصل ہوتا ہے مثلاً کرے سے کا کریو سنی کا سنیو دیکھی
کا دیکہیو وغیرہ اور کبھی حرف سوم مضارع کو جیم کے ساتہہ بدل دیتے ہین

مثلاً دیوی پیوی کی واو کو جیم سے بدلکر دیجیو پیجیو کہہ دیتے ہین اور کبھی جیکے
اصل کرہی ہے خلاف قیاس ہے **غالب** جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر
رفو کی + لکھہ دیجیو یارب اوسی قسمت مین عدو کی + کبھی صیغہ دعائیہ
امر بطریق استقبال کے معنو مین بہی مستعمل ہوتا ہی **فوق** تا ل کیجیو ذوق
تیشہ دیکھیے کیا ہو کہ اب تک ذبح کر سکا نہین قاتل کو ڈہیا یا **دقیقہ**
کبہی جملہ خبریہ جملہ انشائیہ کے موقع پر آتا ہے اور یہہ کثیر الاستعمال ہے جیسا کہ
کہتے ہین امید ہی کل آپ میلہ مین ملین گے اور مطلب اس سے یہہ ہے کہ تم کل
میلہ مین ملنا اور اس حیثیت مین سعد اسطی کہتی ہین کہ مخاطب کو گوارا
نہین کہ مین دروغگو ٹہیرون یعنی ملنے کا وعدہ کرون اور نہ مل سکون
اور کبہی جملہ شرطیہ دعا کی محل مین واقع ہوتا ہی چنانچہ تائیدات قصائد
مین اس قسم کے جملے بہت ہوتی ہین **فوق** سر ہفت آسمان جبتک
کہ دور ہفت اختر ہو + آلہی یہہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو + +

ساتوان باب وصل وفصل کے بیان مین

نکتہ وصل کے معنی ہین ایک جملہ کا دوسرے پر عطف کرنا اور فصل

اسکے برخلاف ہے **نکتہ** عطف ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر چار قسم ہے ایک
خبریہ کا خبریہ پر دوسرا انشائیہ کا انشائیہ پر تیسرا انشائیہ کا خبریہ پر چوتھا
خبریہ کا انشائیہ پر پہلا اور دوسرا قسم تو شایع ہے تیسرا اور چوتھا عربی
اور فارسی بانمین کبھی کبھی آتا ہے لیکن اردو مین بالکل نہین آتا ایسے
نہین کہا جا سکتا کہ تو جا اور زید بیٹھا ہی آور تم چلو مین آتا ہون پس
عطف نہین **نکتہ** جب ایک جملہ دوسرے جملے کی بعد آوی تو دیکھنا چاہیے
کہ پہلے جملے کا کیا حال ہے اگر وہ محل اعراب ہی یعنے مبتدا خبر ہے یا حال
یا صفت وغیرہ تو اسوقت یہہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اس سے یہہ مقصود ہے
کہ دوسرے جملے کو پہلے جملہ کے اعراب کا حکم لگائین اور اوس حکم مین اوسکو
شریک کرین یعنی اوسکو بھی ویسا ہی مبتدا یا خبر یا حال یا صفت وغیرہ
بناوین تو ضرور ہے کہ پہلے پر دوسرے کا عطف مثل مفرد کی کرین پس اگر
کلمہ اور کے ساتھ عطف کیا جاہی تو شرط عطف قبول کرنیکی یہان وہ
مناسبت ہوگی جو دونون جملہ مین پائی جاتی ہے اور اس مناسبت کو
علماے تازی **جہت جامع** کہتی ہین چنانچہ **مولف** نگہ دل زلف

ایمان لیگئی ہے + ادا اوس شوخ کی جان لیگئی ہے + پہلا مصرع دو جملون پر محتوی ہے پہلا معطوف علیہ اور دوسرا معطوف اور پہلی جملہ کا فعل اور حرف عطف دونون کے درمیان محذوف ہے اور پہلے جملہ کا فعل حرف عطف کی لحاظ سی حذف کیا گیا ہے اور ترکیب اسکی یہہ ہے کہ لیگئی فعل ہے نگہ اوسکا فاعل اور دل مفعول ہے اور یہہ تینون ملکر جملہ خبریہ بنگیے اسیطرح دوسرے جملہ مین فعل ہے جو محذوف ہی اور زلف فاعل اور ایمان مفعول اور یہہ فعل مع اپنے فاعل اور مفعول کے جملہ خبریہ ہے پس پہلا جملہ خبریہ تہا دوسرے جملہ مین بہی یہی منظور تہا کہ اوسکو بہی خبریہ بنا دین تاکہ دونون کی صورت یکسان ہو جاوی اسواسطی پہلے جملہ پر دوسرے کا عطف کردیا اور مناسبت ان دونون مین جسکا نام ہمنی جہت جامع رکہا ہی یہہ ہے کہ مخبر بہ یعنی مسند دونون مین ایک ہے **نکتہ** جس نثر مین دو فقرہ ہون دوسرے کو پہلے پر معطوف کرنا واجب ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً **نکتہ** اگر یہہ مقصود نہو کہ دوسرے جملہ کو پہلے کا اعراب دین اور اسکے حکم مین اوسکو شریک کرین تو اسموقع پر فصل کرنا چاہیئے جیسا کہ میرزا

بروزن و بمعنی فعلہ جمع عامل کی ہے جسکے معنی ہین کارکن لیکن شاعرنی بمعنی دورہ حکومت استعمال کیا ہی واسی قسم سے ہی اہل عملہ بمعنی اہل عمل چھپا مقام مدح مین ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے مدح اور مذمت دونون پائی جائین چنانچہ بعض لوگ ملکہ کے ساتھہ جناب کا لفظ استعمال کرتے ہین ظاہرا اونکو تانیث مد نظر ہوتی ہے مگر اسکے قبح کی طرف بہی خیال کرنا چاہیے خواجہ حیدر علی آتش ؎ کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خود کام کا + استخوانون مین مزا پاتی ہین سگ بادام کا + خواجہ صاحب چشم کی مدح کرتے ہین مگر مذمت بہی اوس سے مترشح ہے یعنی کشتگان چشم کی ہڈیون مین چشم کے بادام نے ایسا اثر کیا ہی کہ جب اونہین کتے چباتی ہین تو اونہین بادامونکا مزہ پاتے ہین اس سے صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتی معشوقون کی آنکہین چباتی ہین جانکہ لا یہہ دولت سگوان کے نصیب ہونی چاہیے نہ سگون کے۔ حالی صاحب فرماتی ہین کو میرے نزدیک یہہ مثال مخالفت قیاس لغوی کی نہین ہو سکتی کیونکہ مخالفت قیاس لغوی فصاحت الفاظ سی علاقہ رکھتی ہے اور لفظ جناب اور لفظ بادام امثلہ مذکورہ مین مخل بلاغت ہین کیونکہ خلاف مقتضای حال استعمال کئے گئے ہین مگر سراج الدین علیخان آرزو اسکو مخالفت قیاس لغوی مین داخل کرتے ہین +

اسد اللہ خان غالب فرماتے ہین **شعر** مینے مانا کہ کچھ نہین غالب + مفت ہاتھ آئے تو
برا کیا ہے + مصرع ثانی پہلے پر معطوف نہین اگر معطوف کہا جائے تو لازم
آتا ہے کہ اسکو بھی مانا کا مفعول ٹھیرائین سو یہہ ہرگز مراد نہین **نکتہ** اگر
پہلا جملہ محل اعراب نہو اور پہلے جملہ کا دوسرے کے ساتھہ ربط مقصود ہو تو عطف
کرتے ہین مگر اوس حرف کے ساتھہ جو واو کی سوا ہو جیسا کہ کہتے ہین زید آیا
پھر عمرو آیا ان دونون جملون مین تعقیب اور مہلت ملحوظ ہے **نکتہ** کلمہ یا جو
تردید کے واسطے آتا ہے جب دو جملہ انشائیہ کے درمیان واقع ہو تو ہر چند یہہ
دونون جملے صورت مین منفصلہ ہون لیکن پہلا جملہ بحال رہتا ہے اور
حرف عطف کی حذف کر دینے پر دوسرا جملہ شرطیہ متصلہ بن جاتا ہے چنانچہ
شعر یا تنگ نکر ناصح نادان مجھے اتنا + یا مجھکو دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی
کیونکہ مطلب یہہ ہے کہ یا تو مجھے تنگ نکر اگر تنگ کرتا ہے تو مجھے ایسا دہن
اور ایسی کمر دکھادے اگر پہلے جملہ کے ساتھہ دوسرے جملہ کا عطف اوس حرف
عطف کے ساتھہ جو سوائے واو کی ہو مقصود نہو بھی اور پہلے جملہ کا حکم دوسرے
کو نہ دین تو اس حالت مین فصل واجب ہے کیونکہ وصل مین اشتراک لازم

آتاہے جیسا کہ صاحب باغ وبہار لکھتی ہین **فقرہ** فقیر نے ناچار خاطر سے

مہمان کی استقبال کر کے نہایت تپاک سے برابر اوس جوان کے لا بٹھایا

جوان اوسکی دیکھتے ہی ایسا خوش ہوا جیسے دنیا کی نعمت ملی الخ جملہ جوان و اسکے

دیکھتے ہی الخ پہلے جملہ پر معطوف نہین کیونکہ معطوف ہونے کی صورت مین

لازم آتا ہی کہ یہہ بہی متکلم کے فعل مین سے ہو اور یہہ منظور نہین **نکتہ**

اگر پہلی جملہ کا ایسا حکم ہو کہ دوسرے جملہ کے مفہوم سے زیادہ ہو یا ہو تو ایسا

ہو کہ دوسرے جملہ پر بہی وہ حکم لگا سکین تو دیکھنا چاہیئے کہ ان دونون

جملون کے درمیان کمال اتصال یا کمال انقطاع تو نہین اگر ہی تو فصل

کرنا چاہیئے اور نہین تو وصل کیونکہ وصل ایسے دو جملون کے درمیان ہوتا

ہے جو ایکدوسرے سے مغایرت رکھتی ہون اور مناسبت بہی دونون

مین موجود ہو اور جب کمال اتصال ہو گیا تو مناسبت موجود رہتی

ہے لیکن مغایرت مفقود ہو گی اور جب دونون مین سے ایک بہی مفقود

ہو گی تو عطف نہین کیا جائیگا اور کمال انفصال یا لفظی ہوتا ہی یا

معنوی مثلاً ایک جملہ انشائیہ ہو اور دوسرا خبریہ یا پہلا خبریہ ہو اور

دوسرا انشائیہ سو ان دونون مین عطف نہین ہو سکتا جیسا کہ اس باب
کے ابتدا مین بیان ہو چکا ہی معنوی یہہ ہے کہ دونون جملے معنون مین
مختلف ہون **ذوق** کہتے ہین آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب
آدمی تہا خدا مغفرت کری + پہلا مصرع دوسرے سی ایسا مختلف ہی کہ
ان دونون مین انقطاع پایا جاتا ہے اور کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت
کرے سے منقطع ہی **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسے موقع پر آتا ہی کہ دوسرا
جملہ پہلے جملہ کی تائید واقع ہو **ذوق** شب ہجران سحر نہین ہوتی ا
نہین ہوتی سحر نہین ہوتے + دوسرا مصرع دو جملون پر محتوی ہے ایک نہین
ہوتی سحر دوسرا نہین ہوتی امنین جو حکم پہلے کا ہی وہی بعینہ دوسرے کا اور
یہہ دونون لفظاً و معناً مغایر نہین ہین اور کمال اتصال انمین موجود
ہے اسلئے ان دونون مین عطف نکیا گیا اور دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے
اور یہہ دونون ملکے پہلے مصرع کی تاکید مین **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسے
موقع پر آتا ہی جہان دوسرا جملہ اہم ہو اور پہلے سی غرض متعلق نہو
مثلا کہتی ہین آیئے تشریف کہئی یا لو کہانا کہاؤ جاؤ سو رہو ظاہر ہے

کہ ان مثالون مین دو دو جملے ہین پہلے سے کوئی غرض نہین دوسرے جملون مین دوسرا جملہ ہے
اسواسطے کمال اتصال کے لحاظ سے فصل کیا گیا اور عطف سے احتراز ہوا

نکتہ جامع تین قسم ہے ایک عقلی اور وہ ایک امر ہے جسکی سبب سے عقل
تقاضا کرتی ہے کہ قوت متفکرہ مین دو جملے جمع ہو جائین اور وہ امر
یا تو یہہ ہے کہ مخبر عنہ یا مخبر بہ دونون تصور مین ایک ہون یا کسی قید
مثلاً صفت حال ظرف وغیرہ مین اتحاد ہو یعنی اگر ایک جملہ مقید
بصفت یا حال یا ظرف وغیرہ ہو تو دوسرا بھی ویسا ہی ہو یا دونون جملون
مین تماثل ہو یعنی ایک جملہ دوسرے کی شکل ہو **دقیقہ** تماثل کے معنی ہین
ایک دوسرے کی شکل ہونا اور اصطلاح مین تماثل اون دو چیزون مین ہوتا
ہے جو حقیقت مین متحد ہون اور تعین مین مختلف مثلاً زید اور عمر کہ
دونون کی حقیقت ایک ہے کیونکہ وہ بھی انسان ہے اور یہہ بھی لیکن
تعین مین مختلف ہین کیونکہ اوسکا نام زید رکھا گیا ہے اور اسکا نام عمرو
اگر کہا جائے کہ عقل کلیات کا ادراک کرسکتی ہے اور جزئیات کا ادراک
اوسکا کام نہین بلکہ جزئیات کا ادراک حواس سے علاقہ رکھتا ہے اور تماثل

جزئیات مین سی ہے پس اسکا ادراک عقل کیونکر کرسکتی ہے اور تماثل
جامع عقلی کے قسم مین کیونکر متعدد ہو سکتا ہی تو ہم کہتی ہین کہ یہہ قول
بیشک درست ہے لیکن قوت عاقلہ دو مثلون کو یعنی زید اور عمر وکو مشخص
وتعین خارجی سی مجرد کر لیتی ہے یعنی زید کو زید اور عمرو کو عمرو نہین جانتی
بلکہ انسان مطلق اونکو خیال کرتی ہے تفصیل اسکے فنون عقلیہ سے
معلوم ہوگی ہمین یہان اپنا مدعا بیان کرنا مقصود ہے اور بعض فضلا
کہتے ہین کہ تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی تجانس کے یہہ معنی
ہین کہ دو چیزین ایک جنس کی ہون مثلا آدمی اور گہوڑا جو جنس مین
شریک ہین یعنی وہ بہی حیوان ہے اور وہ بہی اور تشابہ کی یہہ معنی
ہین کہ دو چیزین عرضیات مین متحد ہون مثلا زید اور عمرو دونون
سخاوت یا شجاعت مین شریک ہون یعنی یہہ بہی سخی یا شجاع ہی اور
وہ بہی پس تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی مثلاً حیوانات
کی بیان مین کہا جائے کہ طوطا ایسا ہوتا ہی بیل ایسا ہوتا ہے اور گہوڑا
ایسا اور بہادرون کے ذکر مین کہا جاتا ہی کہ زید ایسا شجاع ہی اور عمرو

ایسا شجاع یا **تضایف** اور تضایف کی یہہ معنی ہین کہ ایک
چیز دوسرے کی نسبت سے معلوم ہو مثلا کسی شخص کا باپ ہونا اوسوقت
ثابت ہوگا جبکہ اوسکا بیٹا موجود ہوگا اور بیٹا اوس حالت مین ہوگا
جبکہ اوسکا باپ موجود علی ہذا القیاس **علت و معلول** اور **اکثر و
اقل** مثلاً عمرو بڑا ہے اور زید چھوٹا تو دوسرا **جامع وہمی** ہے اور
وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سے وہم تقاضا کرتا ہے کہ دو جملہ قوت مفکرہ
مین جمع ہو جاوین اور وہ کبھی اس سبب سے ہوتا ہی کہ دونون مین
شبہ تماثل ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور زردی اور سبزی اور سیاہی
کیونکہ قوت واہمہ ان دونون کو دو مثل خیال کرتی ہے اس جہت سے
کہ یہہ دونون قریب قریب ہین اور قوت عاقلہ ان دونون کو مخالف
اور متباین سمجھتی ہے اور کبھی **تضاد** ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور
سیاہی اور کبھی **شبہ تضاد** چنانچہ زمین و آسمان اور پہلا
اور دوسرا ہر چند دونون مین تضاد نہین لیکن شبہ تضاد کا
پایا جاتا ہے اور تضاد اور شبہ تضاد مین اس سبب سے جامع

پیدا ہوتا ہی کہ وہم اسکو بمنزلہ تضایف کے بنا لیتا ہے پس یہی باعث ہے
کہ جب ایک ضد خاطر مین گزرتی ہے تو دوسری بہی اکثر اوقات
خیال مین آجاتی ہے اور یہہ خاطر مین گزرنا وہم کے رستے ہی عقل کی
راہ سی تیسرا اجامع خیالی ہے اور وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سی
خیال تقاضا کرتا ہی کہ دو جملہ قوت متفکرہ مین جمع ہو جاوین اور یہہ
اس سبب سے ہوتا ہی کہ عطف کرنے سی پہلے ان دونون کے درمیان
خیال مین قرب ہوتا ہی اور اس قرب کے اسباب مختلف ہین یہی سبب ہے
کہ جو صورتین خیال مین ثابت ہوجاتی ہین وہ اندر رو ترتیب و وضوح کے
مختلف ہو جاتی ہین کیونکہ بعض صورتین ایسی ہین کہ ایک شخص کے
خیال مین وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہین ہوتین اور دوسرے شخص کے
خیال مین وہی صورتین آپسمین جمع نہین ہوتین اور بعض ایسی صورتین
ہین کہ ایک شخص کے خیال سے بالکل غایب ہی نہین ہوتین اور دوسرے
شخص کے خیال مین وہ ہر گز آتی ہی نہین جب یہہ حال ہے تو ایسی دو جملون
کے اجتماع کی واسطے اسباب بہی مختلف ہونگی پس ایسی خیال کا جاننا ضروری ہے

ہے جو الفت طبیعت اور عادت سی پیدا ہووی مثلاً کہین یار کا
قامت دیکہا اور قیامت کے قایل ہوئے۔ اجتماع قامت اور قیامت کا
خیال ہین فتنون کے سبب سے ہے اور جب یہہ خیالی امور شعر شاعری
کے طریقہ پر ہین اور اس قسم کے آدمیون کے دل ہین خوب جمی ہوئے ہوتے
ہین اگر عام لوگ انکو سنتی ہین تو پسند نہین کرتے اور اس قسم کی مثالین
بہت ہین جو شخص ذہن سلیم رکہتا ہوگا وہ خود تلاش کرکے نکال لیگا
نکتہ جب شدت اتصال ملحوظ ہوتی ہے تو جو لفظ معطوف و معطوف علیہ
دونون مین چاہیے فقط معطوف علیہ پر لگاتے ہین اور معطوف سی
حذف کردیتی ہین **غالب** اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر
اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل بے مثل و بے نظیر اور بے شبہ و بے عدیل
کہنا چاہیے تہا مگر شدت اتصال کے واسطے لفظ بے صرف مثل اور شبہ
پر جو معطوف علیہ ہین لگا یا گیا اور معطوفون سے حذف کیا گیا
نکتہ جب معطوف اور معطوف علیہ دونون کلمہ کیا کی جو استفہامیہ
ہے مدخول ہون تو وصل کرنا جایز ہے **ذوق** کیا صوفی ہو کیا

می کشش قابل ہیں دونوں ہیں **نکتہ** عطف کبھی شدت ملازمت
کے واسطے آتا ہے یعنی معطوف و معطوف علیہ ایکدوسرے کے سخت ملازم
ہوتے ہین اور یہہ اسکو اور وہ اوسکو لازم ہے گویا ایکدوسرے کا افتراق
ممکن نہین **غالب** تو اور سوی غیر نظرہای تیز تیز + مین اور دکھہ تری
مژہ ہای دراز کا + یعنی تیرا یہہ حال ہے کہ غیر کی طرف نظرہای تیز تیز سے
تجھی دیکھنا لازم ہے اور یہہ تجھسی اور تو اس سے جدا نہین ہو سکتا اور
مین وہ کہ مجھی دکھہ لازم ہے اور اوسکا مجھسی الگ ہونا ممکن نہین اور
کبھی شدت مفارقت کی واسطی بھی آتا ہی یعنی ان دونونکا اجتماع
ہرگز نہین ہو سکتا گویا دونون نقیض ایکدوسری کی ہین **غالب**
عشق و مزدوری عشرتگہ خسرو کیا خوب + ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہین
یعنی عشق و مزدوری مین ضد ہی اور اسی قسم سے ہے **میر** مین اور یہ نظم
می ہے یون تشنہ کام آون + گر یہی کی تہی تو بہ ساقی کو کیا ہوا تہا
نکتہ اگر دوسرا جملہ متکلم کے زعم مین پہلے جملے کی قید ہو تو وہ دوسرا
جملہ اسموقع پر حالیہ ہوگا **غالب** گئی وہ دن کہ نادانستہ غیرون سے

عطف یہان محذوف ہے ۱۲

وفاداری کیا کرتے تہی تم تقریر ہم خاموش رہتے تہی جملہ ہم خاموش رہتے تہی
معطوف ہی جملہ کیا کرتے تہی تم تقریریں اور حال بہی ہے چونکہ یہہ دونون جملی افادہ
مین متصل ایک دوسرے کے ہین تو ربط کلام اور افادہ کے واسطی عطف کیا گیا
تاکہ جمعیت پر دلالت کرے ہی یعنی تمہارا تقریر کرنا اور ہمیرا خاموش رہنا دونون
ایک وقت مین تہے اگر کہا جائے کہ حرف عطف یہان کوئی مذکور نہین تو ہم
کہتی ہین کہ ضرورت شعری کی واسطی حذف کیا گیا اور بغیر ضرورت کے بہی
ایسے موقع پر حذف جایز بلکہ حسن کلام کا باعث ہے

آٹھوان باب ایجاز اور اطناب اور مساوات کی بیانمین

نکتہ ادا کرنا اصل مراد کا تین قسم ہے یا تو ایسی لفظ کی ساتھہ ادا کرین جو
اصل مراد کی ساتھہ مساوی ہو یا ایسی ناقص لفظ کی ساتھہ جو اوسکو وفا کری
یا ایسی زاید لفظ کی ساتھہ جو کچھہ فایدہ دے پہلے کا نام **مساوات** ہی دوسرے
کا **ایجاز** تیسرے کا **اطناب** وفا کری کی قید جو ہمنی ایجاز کی تعریف مین
لگائی ہے اوس سے **اخلال** خارج ہوگیا اور وہ یہہ ہے کہ کلام کو ایسی ناقص
لفظون کی ساتھہ ادا کرین جنسی اصل مراد مین خلل واقع ہو جیسا کہ منشی

دقیقہ اگر اس قسم کا لفظ ایسی مخاطب یا ممدوح کی شان مین واقع ہو جو قابل مذمت کے نہو چنانچہ ذات باری تعالی یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تو جایز ہے **ساتوان** وصل عین کا الف کی طرح یعنی جیسی کہ وصل کا الف بعض اوقات اوزان مین ساقط ہو جاتا ہی ویسی ہی عین کو ساقط کرنا نظیر اکبر آبادی

ہ کہتا ہی تجہی کون کہ عاشق کو ستاسو + اور شمع نمط اوسکی کلیجے کو جلاسو + مدت سے رہا ہی تو مجہی غم سی لاسو + جاتی ہے بہار عمر کی آسون ہی مین آنسو آسوا رہی آسوا رہی آسو + بہار کی ر ساقط کرنے چاہیی یا عمر کا عین اور ہتے کی ہے کا وصل کرنا غلطی مین داخل ہے اسکو ہم مخل فصاحت نہین کہہ سکتی مگر لفظ آپہی کہ اصل مین آپ ہی ہی باعلان الہا بعض اوقات باخفا الہا مستعمل ہو جاتا ہے اور یہہ شاذ ہی - ذوق ہ کسی مرتے کو اہی ہیدا اگر مارا تو کیا مارا + جو آپہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا + میر ہ چاہتا ہے جب سبب آپہی ہوتا ہے سبب دخل اس عالم مین کیا ہے عالم اسباب کو

نکتہ فصاحت کلام مین داخل ہے کہ کلام ضعف تالیف و تعقید سی خالی ہو **ضعف تالیف** یہہ ہے کہ تقدیم و تاخیر ضمایر یا حروف روابط اس

غلام اصغر خان صاحب اصغر فرماتی ہین ؎ مانا شراب مین ہی تو طاعت
مین ہے ریا + اصل مراد متکلم کی یہہ ہے کہ فرض کیا کہ شراب مین شر ہے تو طاعت
مین بہی ریا موجود ہی کذا المستفاد من المصنف الفاظ اس کلام کی ایسی ناقص
ہین کہ اونسی وہ مدعا نہین حاصل ہو سکتا بلکہ مدعای قایل کے برعکس ہے کیونکہ
اس کلام سی ثابت ہی کہ آب مین شر ہے اور یہہ خود مطلوب نہین اگر یون کہا جاتا
کہ ؎ گر شر شراب مین ہے تو طاعت مین ہے ریا + تو درست ہو جاتا اور فایدہ
کی قید سی جو اطناب کی تعریف مین لگائی گئی ہے **تطویل** خارج ہو گئی
اور وہ یہہ ہے کہ ایک ایسا لفظ استعمال کرین جو اصل مراد سی زایدہ ہو بشرطیکہ
زیادت غیر متعین ہو جیسا کہ اس بیت مین **میر حسن** اگر اب مین لاگو
ہون اوسکی کبہی + تو پہر پہونک دیجو مجہی تم تبہی + لفظ تبہی زایدہ محض ہے
مطلب مجہی تک ہی ختم ہو جاتا ہی لفظ پہر کی آنے سے تبہی بیفایدہ ہو گیا
اور اس فایدہ کی قید سی **حشو** بہی خارج ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ ایسا لفظ
استعمال کرین جو اصل مراد سی زایدہ ہو بشرطیکہ وہ زیادت غیر متعین نہو یعنی
مناسب موقع و حال ہو اور وہ دو قسم ہی ایک **حشو مفسد** یعنی کلام مین

فساد پیدا کرتا ہو الا میر حسن بنایا سمجھہ بوجھکر خوب وہی + خدائی کیا اپنا محبوب آوے + سمجھہ بوجھکر حشو ہی کیونکہ معنی بدون اوسکی تمام ہو سکتے ہین اور غیر مفید ہین اسواسطی نہین کہ حال ہے فاعل فعل بنایا کا اور مفسد اسلیٔے ہی کہ اس سے لازم آتا ہے کہ فاعل حقیقی کبھی بے سمجھے بوجھی بہی بنایا کرتا ہی جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی مخلوقات سے ہین جنکو سمجھہ بوجھکر اوسنی بنایا تعالی شانہ عن ذالک علوا کبیرا دوسرا حشو غیر مفسد اور وہ تین قسم ہے ایک ملیح دوسرا متوسط تیسرا قبیح ملیح وہ ہے کہ حسن کلام کا باعث ہو اور کلام کو ملاحت بخشی ذوق کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب ٹپکی ہے جو مستی میری تربت کی شجر سی + جملہ ندائیہ یعنی لفظ یارب حشو ہی اصل مدعا بدون اسکے تمام ہو سکتا ہی لیکن اس جملہ سے ایک قلق اور اضطراب پایا جاتا ہی جو ملاحت افزا ہی + اسی قسم سے ہے لفظ ظالم سودا کی شعر مین سودا ترہی فریاد سے آنکھون مین کٹی رات + آئی ہے سحر ہونی کو ظالم کہین مر بہی حشو متوسط وہ ہے کہ ہونا نہ ہونا اوسکا برابر ہو بشرطیکہ سلاست سخن کو نقصان

نہ پہونچا وہی **ذوق** سایہ سرو چمن تجھہ بن ڈراتا ہی مجھی اژدہا بن بنکے
شب اہی رشک گلشن آب مین + ای رشک گلشن جملہ ندائیہ اصل مراد سی زاید
ہے مگر سلاست سخن کو اس سے کچھہ نقصان نہین پہونچا اور عدم و وجود
اسکا برابر ہے ہان اگر صنعت لزوم مالایلزم خیال کیجا وہی اور تناسب
لفظی دیکھا جائے تو پہلا قسم ہی بن سکتا ہی حشو قبیح وہ ہے کہ ایسا زاید
لفظ استعمال کرین جو محض بیفایدہ ہو **مولف** پنجابی ہے نام کو بظاہر
ہر ملک کے حال سے ہی ماہر + یہہ شعر پنجابی اخبار کی مدح مین لکھا گیا ہے
جو زمان تحریر اوراق ہذا مین دار السلطنتہ لاہور مین چھپتا ہے لفظ بظاہر
باوجود لفظ نام کو کی بیفایدہ ہے **نکتہ** مساوات یہہ ہی **ذوق**
زلفین تری کافر انہین دل سے مری کیا کام + دل کعبہ ہی اور کعبہ مسلمان کیلئے
لئے ہے + اس شعر مین کوئی لفظ ایسا نہین جو اصل مراد سی زاید ہو یا کم
بلکہ پورے پورے ہین + **نکتہ** ایجاز دو قسم ہے ایک یہہ کہ اگر کلام کوئی
لفظ حذف کردین تو اسکا قایم مقام کوئی نہو مثلا چور کی ڈاڑہی مین تنکا
یہہ ایک ایسا جملہ ہے کہ لفظ اسکے بہت تہوڑے ہین اور مضمون اسکا

ایک مشہور قصہ ہی اور وہ طویل ہے جو حذف ہوگیا اور کوئی چیز اسکے قایم
مقام نہین گویا حذف اسمین ہے ہی نہین اس ایجاز کا نام **ایجاز قصر**
ہے دوسری قسم **ایجاز حذف** ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوئی چیز اسمین سے
حذف کرین مثلاً جزو جملہ کا حذف کردین چنانچہ حروف جزائیہ جیسا کہ
تقدیم جزا کی صورت مین گزر چکا ہے یا جزا کا حذف کرنا **ذوق** آ
ذوق شہید اوسکو کرنے ہین کبی عاشق + کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر
لگائی ہے + جملہ تو کر یہان سے محذوف ہے اور کیا دیر لگائی ہے جو جملہ جزا تھا
کا موید تھا اسکا قایم مقام ہے **نکتہ** کبھی ایجاز حذف ایسی جگہ
آتا ہے کہ کلمہ محذوف اظہار کے لایق نہین ہوتا چنانچہ ابواب سابقہ
مین مثال اسکی گزر چکی ہے **نکتہ** حذف ایجاز مین کبھی محذوف کا
قایم مقام بھی ہوتا ہے **ذوق** ہان تامل دم نا دک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی سے مری تیر وہ جینچی خوب نہین + ہان کلمہ ایجاب کا ہی اور
اکثر اوقات ابتدای امر مین واقع ہوتا ہی خواہ امر ملفوظ ہو یا محذوف
مگر اسوقت کلمہ ایجاب ایجاب کے معنون ہین مستعمل نہوگا امر محذوف کی

مثال یہہ ہے **غالب** کہتا ہون اس آواز یہہ ہر چند سر اوڑجائی + جلاد سے
لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + یعنی اور مار + امر ملفوظ کی مثال یہہ
شعر یہہ غل تہا کہ ہان مار لو مار لو + خبردار دشمن کو مہلت نہ دو + ذوق
کے شعر مین بہی ہان کے بعد صیغہ امر کا محذوف ہے یعنی تامل نکر اور
اوسکی علت قایم مقام محذوف ہے **نکتہ** اطناب کبہی ایضاح کے
ساتہہ کرتے ہین جو بعد ابہام کے واقع ہوتا ہے اور وہ اسواسطی ہوتا
ہے کہ ایک معنی دو مختلف صورتون مین بیان کیئے جائین یا اسواسطے
کہ ذہن مین وہ معنی خوب متمکن ہو جائین یا تکمیل لذت کے واسطی جو
ان معنون سے حاصل ہوتی ہے مثلا کہتی ہین بہت خوبصورت آدمی
ہے زید باوجود ضمیر مستتر کے زید بارز ذکر کیا گیا **توشیح** بہی
اسی قسم سے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ابتدای کلام مین کسی ایک چیز کو
مبہم ذکر کرین پہر اوسکی تفسیر کرین چنانچہ **شعر** دین و دنیا مین مجہے
آتے ہین دو باتین پسند + بندگی حق کی محبت حیدر کرار کی + یا تکرار
کے ساتہہ اطناب ہوتا ہے اور تکرار کسی نکتہ کے واسطی ہوتی ہے مثلاً

تاکید **ذوق** ساتھ تیری ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے + آگے جائین پیچھے جائین جائین گے پر جائین گے اور کبھی **تذئیل** کے ساتھہ بھی ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ایک جملہ کے بعد دوسرا جملہ بیان کرین جو پہلے جملے کے معنو نپر مشتمل ہو مثلاً **میر** پان تو لیتا جا فقیر دینگے برگ سبز ست تحفہ درویش + دوسرے مصرع مین پہلے مصرع کی معنے تبقاوت یسیر موجود ہین اور فایدہ اس سے تاکید ہے اور کبھی **اعتراض** کے ساتھہ اطناب کرتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ کلام کے درمیان ایک جملہ ذکر کرین اور سوائے دفع ابہام کے اوس سے کوئی فایدہ مقصود ہو مثلاً **تقدیس** چنانچہ اللہ (جل جلالہ) فرماتے ہین + محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیا ہین + یعنی خطوط کے اندر جو جملے ہین وہ معترضہ ہین + یا **تعجب** مثلاً **ذوق** سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پای ہے + یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنی کی جای ہے + اللہ اکبر تعجب کے وقت یا عظمت کے مقام پر بولتی ہین + یا **دعا** مثلاً **ظفر** شاباش دلا ارشدک اللہ تعالے + بہچانا اوسے تونے جسی دیکھا نہ بہالا + یا

تعظیم مثلاً **غالب** حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ + یہہ تو سمجھا دو کوئی مجھکو کہ سمجھائیں گے کیا + دیدہ و دل فرش راہ تعظیم کے واسطے جملہ معترضہ واقع ہوا ہے یا **تتمیم** کی ساتھہ اور وہ یہہ ہے کہ ایک فضلہ کلام میں لاویں جو خلاف مقصود کا ایہام نہ رکھتا ہو اور یہہ کبھی مبالغہ کے واسطے آتا ہے مثلاً کہتے ہیں مینے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لفظ اپنی آنکھوں سے تتمیم کے واسطے ذکر کیا گیا ہے جب قاعدہ تتمیم کا تمام ہوگیا تو ہم اپنے اس رسالہ کو بھی اسی لفظ مبارک پر ختم کرتے ہیں وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ ؏ ؏

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر و احسان ہے کہ رسالہ فایض البیا[illegible]ـفہ حافظ عمر درآ

فایض تخلص تباریخ ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۳ھ ختم ہوا

مئی سنہ ۱۸۷۶ عیسوی

نہج سے واقع ہون کہ خلاف روزمرہ اہل ہند کے ہو جیسے سرور کا شعر

ع نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین + ہوتا وہی سرور ہے جو سرنوشت ہو

روزمرہ یہہ ہے کہ ہوتا وہی ہے ہو یعنی حرف رابطہ اور فعل مین فاصلہ نہین چاہیے

تعقید تعقید سے مراد ہے غیر ظاہر الدلالۃ ہونا کلام کا اپنے معنون پر یعنے کلام اپنے معنون پر بظاہر دلالت نکرسکے بظاہر کی قید اسواسطے لگائی گئی

کہ دلالت تو ضرور کرتا ہے مگر واضح اور صریح دلالت نہین ہوتی اگر ایسی لفظ

بولی جائین جو معنون پر دلالت ہی نکرتے ہون تو اونکو ہم تعقید نکہینگے بلکہ

اونہین مہملات کہینگے اور تعقید دو قسم ہے ایک لفظی ایک معنوی اگر اختلال

نظم کلام مین بسبب تقدیم و تاخیر و وصل و فصل وغیرہ کی ہو تو لفظی ہے گو بعد تامل

و غور کے مطلب واضح ہو جائے اور اگر انتقال ذہن مین بسبب دوری نسبت کی

خلل واقع ہو تو معنوی ہے دوری نسبت کے یہہ معنی ہین کہ ذہن بہت جلد اوسکی

طرف انتقال نکرسکے جبتک بہت خوض او رتامل نکرین اوسکا سمجھنا دشوار ہو

آتش ع گل کو قبا پہنے تو ای کجکلاہ کاٹ + مار سیاہ زلف سے سنبل کی

راہ کاٹ + شاعر کا مدعا یہہ ہے کہ مار سیاہ زلف دکھا کر سنبل کو خجل اور شرمندہ کر

لیکن کیسیکی راہ کاٹنا کنایہ خجل کرنے سے نہین ہوسکتا **نکتہ** کبھی نظم اور نثر کی
فصاحت مین فرق بھی ہوتا ہی اور نظم مین وہ ترکیب فصیح ہوتی ہے جو نثر مین
غیر فصیح خیال کیجاتی ہے ضرور چاہیئے کہ شعر اون مکروہات سے خالی ہو جو ارباب
عروض و قافیہ نے مقرر کئی ہین **نکتہ کلام بلیغ** وہ کلام ہے جو باوصف
فصاحت کے مقتضای حال کے موافق ہو اور مقتضای حال سے یہہ مراد ہی کہ مناسب
حال و مناسب مقام ہو سو وہ مناسبت مختلف اور متفاوت ہوتی ہے کیونکہ جہان
تاکید کی ضرورت ہوگی وہان اطلاق نہین ہوسکتا اور جہان ایجاز درکار ہے
وہان اطناب اور مساوات نہین آسکتا ہر ایک اپنی اپنی موقع پر آنے چاہیئین **دقیقہ**
اس تعریف سے واضح ہوگیا کہ بلاغت کے واسطی فصاحت لازم ہے نہ بالعکس یعنی
جہان بلاغت پائی جاویگی وہان فصاحت بھی ضرور ہی ہوگی اور فصاحت
کی واسطی بلاغت شرط نہین **نکتہ** مرادی معنون کے ادا کرنیمین جو خطا واقع
ہوتی ہے اوس سے بچنے کی لئی قواعد مقرر کئی گئی ہین جسکا نام **علم معانی**
ہے اس علم کے ذہن نشین کرلینی سے جو لفظ اپنی مراد ادا کرنیکی واسطی انسان
بولیگا اوسمین خطا نہ واقع ہوگی اور کبھی معنی مرادی کی طرف انتقال کرنے وقت

ذہن مین خلل واقع ہوجاتا ہے اس خلل کے رفع کرنے کی واسطی بہی کلیے بندہے
ہوئے ہین جسکا نام **علم بیان** ہے اور کبہی کبہی محسنات کی طرف بہی انسا نکو
میل ہوتا ہی اسکی واسطی بہی ایک علم علیحدہ ہے جسکا نام **علم بدیع** ہے
اور ہم انشاء اللہ تعالی اگر زمانہ نی فرصت اور اجل نے مہلت دی تو تینون علمون
مین گفتگو کرینگے سب سے پہلے علم معانی مین بحث کرتے ہین اور خدا سی توفیق
چاہتے ہین اللہم انا نستعینک و منک التوفیق وانا لا نستطیع وانت الرفیق

نکتہ علم معانی وہ علم ہے جس سے پہچانا جاتا ہی کہ کلام فصیح اور مقتضائے
حال کے موافق ہے یا نہین سو وہ کئی بابون پر مشتمل ہے **دقیقہ** کلام وہ شی ہے
جو دو یا زیادہ کلمون سے بالاسناد مرکب ہو یعنی دو یا زیادہ کلمی ایسے بولی جائین
جو باہم مضاف مضاف الیہ ہون یا فعل فاعل یا مفعول وغیرہ ہون پس
بالاسناد کہنی سے وہ دو یا زیادہ الفاظ کلام کی تعریف سے خارج ہوگئی جو بغیر اسناد
کی بولی جائین مثلا زید بکر عمرو یونہی بول دے جائین اور کوئی قید انمین نہ
لگائی جائے سو وہ اگر اس قسم سے ہی کہ سکوت متکلم کا اوسپر صحیح ہو تو تام
ہے ورنہ ناقص چنانچہ زید کا غلام - اور تام دو قسم ہے ایک اخبار چنانچہ کہنا آسمے

زید دوسری انشا چنانچہ پکڑ لی زید کو ظاہر ہے کہ زید کا غلام کہنی سے سامع نہیں
سمجھا کہ قایل کا اس سے کیا مطلب ہے اور سکوت اوسکا اس موقع پر صحیح نہین
اور اس جملہ سی کہ زید کھڑا ہی سامع سمجھہ گیا کہ متکلم اوس کیفیت کو بیان کرتا ہی جو
زید مین پائی جاتی ہے یعنی کھڑا ہونا اور جملہ اخباریہ اگر مطابق واقع کی ہو یعنی
متکلم بیان کرتا ہی کہ زید کھڑا ہی اور حقیقت مین بھی کھڑا ہی تو صادقہ ہی نہین تو
کاذبہ پس اس تقسیم سی ظاہر ہو گیا کہ جملہ اخباریہ اور قضیہ ایک ہی شے ہی اور
صدق وکذب دونون کا احتمال اوسمین ہے اور انشا مین صدق وکذب کا
احتمال نہین ہوتا بلکہ اوس سے طلب کسی شے کی پائی جاتی ہے

پہلا باب
اسناد خبری کے بیان مین

نکتہ اسناد خبری کے معنی ہین ایک کلمہ یا قایم مقام کلمہ کو دوسری کی
طرف نسبت کرنا اس نہج سے کہ افادہ حکم کا کرے جیسا چنانچہ زید کھڑا ہے **نکتہ**
اخبار سی مخبر کا مطلب یا تو یہہ ہے کہ سامع کو جو نا واقف ہو کسی بات کی خبر دے
چنانچہ یہہ زید کا بیٹا ہے سامع نہین جانتا کہ یہہ شخص کون ہے متکلم نے اوسی

واقف کر دیا کہ زید کا بیٹا ہے یا یہہ کہ اپنے علم سے اوسے آگاہ کریں مثلاً ایک
شخص دہلی کی تعریف کر رہا ہو اور دوسرا شخص کہے کہ ہان صاحب دلی بہت
اچھا شہر ہے تو مطلب اوسکا یہہ ہے کہ مین بہی جانتا ہون اور دلی سے واقف ہون
اور کبہی دانا کو بمنزلہ نادان کے ٹہیرا کے کہدیا جاتا ہی اور مطلب اوس سے ترغیب و
تحریص سامع کی ہوتی ہے چنانچہ کام چور آدمی کو کہا جاتا ہے بہائی کام کرنا
بہت اچھی چیز ہے اور کبہی لذت مکالمہ کے واسطی کہا جاتا ہے مثلاً دو دوست
ایک جگہ شب باش ہون اور صبح کو رات کی گزشتہ قصے بیان کر کر خوش ہون
اور کبہی اظہار تمکنت کا مطلوب ہوتا ہی مثلاً ایک امیر عالی شان جو دولت مین
ضرب المثل ہو کہی ہماری پاس ہزارون روپیہ موجود ہین یا تفجع یعنی شیون
اور بین کرنیکی واسطی مثلاً میرے پیارے بیٹے کو دشمنون نے قتل کر ڈالا مولف
چلے جای جان جسکے جانی سے افسوس + چلی جای دم اور رہجای حیف +
لگاتی ہوئے ہاتہہ اوس گلبدن کو + فرشتہ اجل کا نہ شرمای حیف + جو گشتون
سے اپنے کنارہ کرے + لحد کی وہ آغوش مین آی حیف + یا تحسر کے واسطی آتا ہے
ظفر ؎ حسرتا واحسرتا تمنی ہماری گور پر + فاتحہ کو بہی نہ ہاتہہ اوٹہای مہربان دیکہی گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رب فایض سرگردانِ وادیِ محبت و کوچہ گردِ شہرِ الفت کو زبان دی کہ تیری حمد مین
جادو سرائی کرے اور دلکو ذوق بادۂ یگانگی سے بے اختیار کر کہ زبان کے ساتھہ
ہمنوائی کرے مین کون ہون کہ تیری مدح کی دعوے مین ہر زہ سرائی کرون اور اپنی آنکہ
مرد اس سید انکا تصور کرون فصیح العرب والعجم امی لقب ہاشمی نسب مورد
وحی رب فخر اولین رسول رب العالمین حضرت محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا
تیری حمد سے معترف بعجز ہین **بیت** بہیج ای رب میر درود و سلام + برگزیدۂ
نبی پر اپنی مدام + اور اونکی آل و اصحاب پر کہ نجوم آسمان ہدایت ہین

گزارش مدعا

بندہ محمد عمر المعروف بحافظ عمر دراز المتخلص بہ فایض عفا اللہ عنہ

کبھی اظہار عجز و ضعف منظور ہوتا ہی نظیر اکبرآبادی ؎ الٰہی مین بندہ گنہگار ہون
گناہون مین اپنے گرفتار ہون + یا مناجات اور طلب حاجت منظور ہوتی ہے قہر ؎
اے اللہ مجھہ عاجز کو تو نے سب کچھہ دیا لیکن ایک اندھیرے گھر کا دیا نہ دیا + خدا
تو جانتا ہی کہ اندھیرے گھر کا دیا نہین دیا پھر اوسکی سامنے بیان کرنا اسی غرض سے
ہے کہ اے پروردگار عنایت کر سوا اسکے اور بہت سے فایدے جملہ اخباریہ سے
مطلوب ہوتے ہین اہل تتبع خود دریافت کر سکتے ہین **نکتہ** اگر مخاطب
خالی الذہن اور بے تردد ہو تو موکدات کی کچھہ حاجت نہین ہوتی ورنہ بقدر
تردد و شک مخاطب کے موکدات کی حاجت پڑتی ہے اور الفاظ تاکید کی بہت سے
ہین مثلاً عموماً سوگند کی الفاظ اور جلدی اصلا ہرگز شتابی ٹھیک وغیرہ
میر حسن ؎ قسم مجھکو حضرت سلیمان کی + مین دشمن ہوئی اوسکی اب جانکی +
مخاطب معشوق ہے اور متکلم عاشق مخاطب کو بکمال محبت عاشق کے لحاظ سے
امید نہین کہ وہ دشمن بجان ہو اسواسطے اوس تردد اور شک کو ملحوظ کر کے قسم
یاد کی گئی تاکہ وہ امید منقطع ہو جاوے اور سمجھہ لے کہ معاملہ دگرگون ہے ذوق ؎
جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا + گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا میر

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

تری ہندی ہین ہم خدا جانتا ہے خدا جانی تو ہمکو کیا جانتا ہی **نکتہ**
اسناد دو قسم ہے ایک حقیقی عقلی اوس سے یہہ مراد ہی کہ ایک امر کو اپنی عندیہ کے
رو سی دوسری امر کی طرف منسوب کرنا خواہ وہ سچ ہو یا جہوٹ چنانچہ عالم کا
قول کہ خدا نی باغ سرسبز کیا اور جاہل کا قول بہار نی باغ سرسبز کیا اور
زید آگیا (درحالیکہ وہ نہین آیا) عالم کے نزدیک باغ سرسبز کرنیکی صفت خدا
مین پائی جاتی تہی اوسنی اپنے عندیہ کی موافق اوسے خدا کی طرف منسوب
کیا اور جاہل کے نزدیک وہ صفت بہار مین پائی جاتی تہی اوسنی اوسی کی
طرف منسوب کیا اور لفظ عندیہ کے کہنے سے قضایای کاذبہ بہی اسمین داخل
رہے یعنی قایل کے نزدیک ثابت تہا کہ زید آگیا ہے گو فی الحقیقۃ وہ جہوٹ
بات ہی اوسنی کہدیا کہ آگیا ہے چونکہ نفی اثبات کی تابع ہوتی ہے اسلئی
منفی حقیقی عقلی بہی اسمین داخل ہے دوسری قسم مجاز عقلی ہے اوسکی معنی
ہین کہ ایک امر کو اوسکی ملابس کی طرف اسناد کرنا اور یہہ پہلی قسم کی برخلاف
ہے چنانچہ کہتی ہین پرنالہ بہتا ہے حالانکہ بہنی والا پانی ہے لیکن چونکہ
پرنالہ اور پانی مین ملابست ہی اسواسطی اوسی کی طرف بہنا منسوب کردیا

اور یہہ محاورات مین اکثر شایع ہے اسی قسم سے ہی چراغ جلتا ہے حالانکہ
بتی اور تیل جلتا ہی آگ جلتی ہے حالانکہ جلنی والی لکڑی ہی ہنڈیا پکتی ہے
حالانکہ پکنی والی وہ شی ہے جو اوسکی اندر ہے **نکتہ** کبھی سبب کو قایم مقام مسبب
کے ٹھیرالیتے ہین چنانچہ ؎ صبا اگرچہ شگفتہ کرے ہزارون پہول + کبہی کسی غنچہ
دل کو وہ کب کہلا جائی + نسبت کہلانیکی صبا کی طرف مجاز ہے اور اسی
قسم سے ہے **میر حسن** فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا + کہ جسکے عوض یون
رلانی لگا + بعض حکما کی نزدیک مدار دنیا کی کامونکا فلک پر ہے اور اونکا
اعتقاد ہی کہ جو کچھہ جہان مین ہوتا ہی سب گردش فلکی سے ہوتا ہی اور وجود ایزد
تعالی شانہ کی وہ قایل نہین اونکی نزدیک ہنسانی اور رلانی کی نسبت فلک
کی طرف حقیقی عقلی ہے اور بعض حکما کی نزدیک قادر مطلق ایزد بیچون ہے اور
فلک سبب اونکی نزدیک مجاز عقلی مین داخل ہے **تتمہ** مجاز عقلی مین
جو کچھہ ذکر کیا گیا ہی وہ اخبار ہی مین منحصر نہین بلکہ انشا مین بہی پایا جاتا ہے
میر حسن شتابی سے مجلس کو طیار کر + تو اس گل سے گہر رشک گلزار کر
نجم النسا شاہزادی مہ منیر کو خطاب کرتی ہے ظاہر ہے کہ مجلس طیار کرنیکا

امر بد ضمیر کی ذات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ اوسکا کام خواصون کو امر کرنا ہے
سو اوسکو جو خطاب کیا گیا تو اوس سے یہی مراد ہی کہ اپنے خواصون کو حکم کر مگر
مجاز عقلی ہین قرینہ صارفہ ضرور چاہیی جو حقیقی معنون کی مراد لینے سے مخاطب
کو روک دی وہ قرینہ خواہ لفظی ہو خواہ معنوی۔ اگر کہا جاوی کہ یہہ جملے مثلاً
عشق نے مجھی مار ڈالا اور آگ نے زید کا گھر جلا دیا علی ہذا القیاس اور ایسی محاورات
داخل مجاز عقلی ہین کیونکہ فاعل ہر ایک فعل کا ذات باری ہے سبحانہ و تعالی
پھر اسمین تو کوئی شخص بہی گفتگو کی وقت ان باتونکا خیال نہین رکھتا کہ یہہ مجاز
ہے اور اسکے واسطے قرینہ صارفہ بہی ضرور ذکر کرنا چاہیے پس یہہ قید کیونکر
درست ہو سکتی ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ درست ہی ہاکثر اہل عرف جاہل ہین فاعل
حقیقی اور سبب کے درمیان فرق نہین کر سکتی مگر جو لوگ دانش اور فکر
مستقیم رکھتی ہین وہ ضرور اس بات کا لحاظ رکھتی ہین یا یہہ کہ بسبب قصور
افہام کے حقیقت عرفی اسکا نام رکھنا چاہیئے یعنی عرف کی لحاظ سی حقیقت
ہے ورنہ فی الواقع مجاز عقلی ہے

دوسرا باب احوال مسند الیہ کے بیانمین

نکتہ اس جملہ مین کہ زید کھڑا ہی زید مسند الیہ ہے اور کھڑا مسند ہے مسند الیہ کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے لیکن شرط حذف کی یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ضرور ہونا چاہیئے جو مسند الیہ کے حذف پر دلالت کرے اور حذف کسی نہ کسی فایدہ کے واسطی ہوتا ہے ورنہ وہ کلام کا رکن اعظم ہے اوسکا حذف کرنا جایز نہین سو کبھی اس اعتماد پر کہ قرینہ عقلیہ موجود ہی عبث سی احتراز کرنیکی واسطی حذف کر دیتے ہین چنانچہ کہتی ہین کیا حال ہے دوسرا کہتا ہی اچھا ہے دوسرے جملہ مین مسند الیہ یعنی حال محذوف ہی اور حذف اسلئی کیا گیا کہ سوال مین مذکور ہو چکا تہا اگر دوسری دفعہ اوسکا ذکر کرتے تو عبث تہا اور عبث فصحا کی کلام مین جایز نہین **نکتہ** کبھی مسند الیہ کو حذف کر کی مفعول پر اقتصار کر لیتی ہین اور فعل کو مجہول بنا لیتی ہین چنانچہ کہتی ہین زید جنگ مین مارا گیا ہے فایدہ اسمین یہہ ہے کہ سامع کو فقط زید کا حال دریافت کرنا منظور تہا اور اس سے کچہہ غرض نہ تہی کہ کسنی مارا اسواسطی فعل کو مجہول پر بنا کیا یا مجہول بنائی ہین یہہ فایدہ ہوتاہی کہ فاعل عالی شان ہوتا ہی اور مفعول کم قدر فاعل کے ذکر کرنیمین اوسکی سبکی ہوتی ہے اسواسطی حذف کر دیتی ہین چنانچہ

کہتی ہین للو چپراسی کو سو روپیہ انعام ملا معلوم ہی کہ سرکار نے انعام دیا
مگر اس لحاظ سی کہ سرکار کے نزدیک انعام کی مقدار اور للو کی قدر بہت کم
ہے لفظ سرکار حذف کر دیا گیا یا مجہول بنانی مین یہہ فایدہ ہے کہ فاعل
کم قدر ہوتا ہی اور مفعول عالی مرتبہ اسواسطی فاعل کا ذکر نہین کرتی چنانچہ
کہتے ہین بادشاہ قتل کیا گیا حالانکہ معلوم ہے کہ بادشاہ کو ایک ادنی سپاہی نے
قتل کیا ہے **نکتہ** مسند الیہ کا ذکر کرنا اسواسطی ہے کہ وہ اصل ہے یا اس احتیاط
کی واسطی کہ قرینہ پر اعتماد نہین ہوتا یا اس بات کی اظہار کی واسطی کہ سامع
غبی ہے سمجھ نہین سکیگا یا اسواسطی کہ اپنا مطلب بخوبی ظاہر ہو جائے
یا استلذاذ طبع کی واسطی یعنی مسند الیہ کا ذکر اسواسطی کرتے ہین کہ اوسکی
نام سی طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہی چنانچہ **مومن** رات کس کس طرح
کہا نہ ہائے نہ ہا پر وہ مہ لقا نہ ہا * ظاہر ہی کہ اگر لفظ مہ لقا ہیان نہ کورہوتا
تو مطلب تمام تہا مگر اسواسطی ذکر کیا گیا کہ طبیعت کو اوسکی نام سی لذت
حاصل ہوتی ہے سررشتہ تعلیم اضلاع شمال و مغرب کے مبصر فرماتی ہین کہ
مہ لقا فاعل ہے مین کہتا ہون وہ فاعل ہے اور فعل منفی کی تکرار سی ہی

کہ قلق اور اضطرار ثابت ہو مہ لقا صنعت ہے اسم ضمیر کی اگر یہہ مذکور نہوتا اور
فقط ضمیر پر اکتفا کیجاتی تو بھی درست تہا **نکتہ** کبھی مسند الیہ کو معرفہ
بنا لیتی ہین اور تعریف اوسکی اضمار کی ساتھہ کرتے ہین اضمار کی معنی ہین
ضمیر کرنا اور ضمیر یا غایب کے واسطے ہوتی ہے یا خطاب یا تکلم کی واسطے اور
ہر ایک کے استعمال کا موقع علیحدہ ہے اصل خطاب کی یہہ ہے کہ شخص معین کے
واسطے ہو مثالین اسکی آیندہ نکتہ مین بیان ہونگی لیکن کبھی غیر معین کو
بھی مخاطب بنا لیتی ہین **ذوق** نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا   مخاطب اسمین کوئی شخص خاص نہین ہے بلکہ عام ہے
اور تعمیم اس لحاظ سے ایسی موقعونپر کیجاتی ہے کہ اگر خاص کرکی اور کسی شخص کا
نام لیکی کلمات نصیحت آمیز کہین تو احتمال ہے کہ وہ ناخوش ہو یا عام لوگونمین
ندامت اوٹہائی اور قبول کرنی سی انکار کرہی اسواسطی خاص کر کی کسیکو نہین
کہتی جو شخص طبع قابل رکہتا ہوگا وہ خود قبول کریگا اور یہہ پند و نصایح
کی موقعونپر اکثر مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کبھی باوجود ضمیر مستتر کی بارز لاتے
ہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب ایک فعل افادہ نسبت کا کرتا ہی اور ذہن سامع کا

مرجع کی طرف انتقال کرتا ہی پہر ضمیر بارز آجاتی ہے تو سامع معلوم کرلیتا ہے کہ فاعل وہی ضمیر بارز ہی اور کوئی نہیں پس اس سے تکرار نسبت کی حاصل ہوتی ہے **نظر** کرتے ہین فکر عمارت مین پسر جو اپنی عمر + کیا اٹہا کر اپنی سر پر وہ مکان لیجا ئین گے + لیجائینگے مین ضمیر مستتر ہے جو فاعل کی طرف رجوع ہوتی ہے پس ضمیر بارز یعنی وہ کی کچہہ ضرورت نہین لیکن ضمیر بارز کی ذکر کرنی مین فایدہ یہہ ہے کہ سامع کو معلوم ہوجاتا ہی کہ نسبت فعل کے بالضرور اسی فاعل کی طرف ہے **نکتہ** اکثر مسند الیہ کی تعریف علمیت کے ساتہہ کرتی ہین تاکہ مسند الیہ بعینیہ سامع کی ذہن مین حاضر ہوجاتی پہلی علم کو ذکر کرتی ہین پہر ضمیر اوسکی طرف رجوع کرتی ہین **نسیم دہلوی** اُن کو بکڑکی روح افزا + بولی کہ کدہر کیا ارادا + پہلی علم یعنی روح افزا ذکر کیا پہر اوسی ضمیر مستتر کا جو بولی مین ہے مرجع ٹہیرایا **نکتہ** اصل یہہ ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو لیکن کبہی نکرہ بہی ہوتا ہی اور ہماری غرض یہہ نہین کہ فقط فعل فاعل ہی کو مسند الیہ کہین بلکہ مبتدا خبر کو بہی مسند مسند الیہ کہتی ہین اگر فرع کو اصل کی طرف رجوع کیا جائے یعنی نکرہ کو معرفہ بنالیا جائی تو بہت اچہا ہی

اور تعریف عام ہی کہ ضمیر کے ساتھہ کیجاتی یا علم کی ساتھہ لقب اور کنیت کے
ساتھہ بہی تعریف کرتی ہین اور یہہ کبہی تحقیر کی واسطی ہوتا ہی **ذوق**
کیا جانی تیغ عشق کے لذت کو بوالہوس + گو جون ملخ وہ حلق بریدہ و بسمل گیا
اور اسی قسم سے ہی **غالب** یہہ کہا نکی دوستی ہی کہ بنی ہین دوست ناصح ہمکو کوئی
چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا + بوالہوس کنیت ہی اور ناصح لقب اور یہہ دونون
تحقیر کی واسطی مذکور ہوئے ہین کبہی علمیت بہی تحقیر کی واسطی آتی ہی چنانچہ
منشی محمد لطیف صاحب فرماتی ہین **لطیف** جو خوش آب قیس بہی ہمسیرا
سو امین بنتا ہی نہ کہئی اسکو گر خبطی تو پہر کہئی کہ کیا کہئی + قیس کا ذکر یہان
تحقیر کی واسطی ہی یعنی مین بڑا دیوانہ ہون میری سامنی اوسکو سودا کا دعوی
نہین کرنا چاہئی اور کبہی اظہار علمیت کا تعظیم نظیر کی لئی ہوتا ہی حکیم مومن خان
دہلوی **شعر** تری غلامی کی لت سی خاک پای بلال + سفیدہ رخ فغفور
چین و قیصر روس + فغفور چین و قیصر روس جو عالی قدر بادشاہ ہین اسلئی مذکور
ہوئی کہ خاک پای بلال کے عظمت ظاہر ہو اور بلال کا اسلئی ذکر کیا گیا کہ ذات
ممدوح یعنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی بیان ہو اور

اہل فن کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ فصاحت و بلاغت ایسا عزیز و شریف فن ہے کہ جبتک انسان اس سے واقف نہین ہوتا زبان کی خوبی اور کلام کی خوش اسلوبی سی لذت نہین اوٹہاتا اور یہہ نہین جانتا کہ یہہ لفظ کسو اسطی استعمال کیا گیا اور اسمین کیا فایدہ تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور لفظ ہوتا تو کیا خوبی نکلتی اور کونسا کلام زیادہ تر موثر ہوتا ہی اور کونسا دلچسپ ایجاز اچہا ہی یا اطناب جملہ معترضہ سی کیا فایدہ ہے حشو کسکو کہتی ہین غرض اس فن کی طرف ہر ایک اہل زبان کو توجہ کرنا ضروری اور لابدی ہے کیونکہ انسان دواب پر جو فضیلت رکہتا ہی تو محض نطق اور کلام کی سبب سے نہ اسقدر تمیز تو حیوان مین بہی ہے کہ بہوک کی وقت کہانا تلاش کر لیتا ہی نیند کا غلبہ ہوتا ہی تو سو رہتا ہی شہوت کا غلبہ ہوتا ہی تو جماع کر لیتا ہی انسان کو ایزد باری نے اشرف المخلوقات اسی جہت سے بنایا ہی کہ وہ علاوہ عقل و تمیز کے ناطق بہی ہے لیکن ظاہر مین دیکہا جاتا ہی کہ نطق بہی ہر ایک انسان کا یکسان نہین ایک آدمی ایسا ہی کہ جب وہ بات کرتا ہی تو اوسکا کلام سامع کے دل پر نہایت اثر کر جاتا ہی اور ایک مخلوق کے دلونکو ادہر کا اودہر کر دیتا ہے

کبھی اظہار علمیت سے حیران اور مشوش کر دینا سامع کا منظور ہوتا ہی چنانچہ

چل محمد کا ہوا کام تمام + ظاہر ہی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیقی فرزندون سے زیادہ تر پیار کرتی تہین اگر مخبر اسطرح

خبر دیتا کہ چل تیری بیٹی کا کام تمام ہوا تو وہ تشویش او سکو نہ ہوتی جو علم کے

ظاہر کرنے سی ہوئی اور کبھی اظہار علمیت کا محض تعظیم کی واسطی آتا ہی

میر وہ کسری کہ جسکا تہا شور اس جہان مین + پڑی ہین گیے اوسکی محل آج

سونے + یعنی وہ صاحب شوکت وعظمت کسری جسکی عدل و انصاف اور حشمت و ثروت

کا شور جہان مین تہا اور کبھی اظہار علمیت کا استلذاذ طبیعت کے لئی آتا ہی چنانچہ

میر حسن میری نوجوان مین کدہر جاؤن پر + نظر تو نی مجہے نہ کی بی نظیر

ظاہر ہی کہ بدون ذکر بی نظیر کی مطلب تمام ہو سکتا تہا مگر اوسکی ذکر کرنی سے

چونکہ ایک گونہ لذت حاصل ہوتی تہی اسواسطی اوسکا ذکر کیا گیا نکتہ

کبھی مسند الیہ کی تعریف اسماء الاشارہ کے ساتہہ کرتے ہین تاکہ وہ کمال تمیز کے

ساتہہ معین ہو جاے چنانچہ مین وہ نہین ہون کہ تجہہ بت سے دل میرا

پہر جاے یعنی مین ہرگز پہر جانیوالا نہین ہون کبھی یہ اسم اشارہ تعظیم کے

واسطی آتا ہی **میر حسن**: وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ + پڑی گوش مین شہر آواز
وہ + چاہ جسمین بدر منیر کو اپنی محبوب بے نظیر کا جمال نظر آیا اور وہ ہمراز اور اوسکی آواز
سب غوب تھے اور اوسکی نزدیک معزز اور معظم تھی سو واسطی ایسا کہا گیا اور نفی
اس مدعا پر بخوبی دلالت کرتی تھے اور پایا جاتا ہے کہ اوسکی آرزو تہی کہ یہہ
عالم دیر تک رہتا **نکتہ** کبھی اسم اشارہ کی بعد لفظ جو یا کاف لاتے
ہین اور وہ اس صورت مین موصولات کے حکم مین داخل ہو جاتا ہی سو دوسری
کئی قسم ہے منجملہ اونکی یہہ ہے کہ جو احوال مسند الیہ سی مختص ہوتا ہی مخاطب
اوس سے علم نہین رکہتا اوسکی سمجہانے کے واسطی ذکر کرتی ہین **مومن** وہ جو
ہم مین تم مین قرار تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یعنے وہی وعدہ نباہ کا
تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یہان وہی وعدہ چاہتا ہی جو مخاطب اور متکلم کی
درمیان ہوا تہا اور فراموش ہو گیا سو یہہ فراموشی بمنزلہ عدم علم کی
ہے اور کبھی دوسرے کلام کی بنا کی واسطی آتا ہی **غالب** وہ چیز جسکے
لئی ہے ہمین بہشت عزیز + سوای بادۂ گلفام و مشکبو کیا ہی + اور فرق
دونون مین بہت دقیق ہے لیکن اہل علم ہی ایسی نکتون کی طرف مائل

ہوتی ہین عام اہل زبان دونون کو ایک ہی سمجہتے ہین آور جسکے اور جوابکی ہی
ہین مگر پہلا مرکب ہے جو اسکے ہی اور موقع انکی استعمال کا الگ الگ ہے
نکتہ کبہی اسم اشارہ حذف کردیتی ہین اور اسمین بہی ایک نکتہ ہی یعنی یا
ترحم منظور ہوتا ہی **مولف** فایض ہوا ہی پہر سو دیہہ مغان وان +
بیچارہ کیا کری جو نہ کعبہ مین دل لگی + قایل کا مطلب اس سے یہہ ہے کہ گویا
ویسا کوئی اور بیچارہ ہی نہین وہ نہایت ہی مظلوم ہے یا مذمت **ذوق**
مرگئی پر بہی تغافل ہی ہا آنی ہین + بیوفا پوچہی ہے کیا دیر سے لیجا مین +
بیوفا سی دہی مطلب ہے جو بیچارہ سی تہا ایک صاحب کا یہہ اعتراض ہے کہ
ترحم یا مذمت اسم اشارہ کے حذف کرنی سی نہین پیدا ہوئی بلکہ الفاظ
ہی ایسی واقع ہو گئی ہین کیونکہ بیچارہ سی خود ترحم پیدا ہوتا ہی اور بیوفا
سی مذمت ثابت ہوتی ہے مین بہی اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہون لیکن
فرق یہہ ہے کہ حصر کرنا کہ الفاظ ہی ایسی ہین ممنوع ہی البتہ اشتراک ہے
یعنی الفاظ بہی ایسی ہین اور حذف بہی انہین معنون پر دلالت کرتا ہے
نکتہ کبہی مسند الیہ کی تعریف اضافت کی ساتہہ کرتے ہین اگر

اضافت سے یہہ فایدہ ہوتا ہی کہ جو معنی بیان کرنے منظور ہوں وہ
مختصر لفظوں مین ادا ہو جائین مثلاً زید کا گھوڑا یہہ ویس فقرہ کا اختصار
ہے یعنی وہ گھوڑا جسکا مالک زید ہی اور یہہ فایدہ ہر ایک قسم کی اضافت
مین ملحوظ ہوتا ہی اور اضافت کے ساتھہ تعریف کرنا کبھی تعظیم کی واسطے
ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین ہیرا نوکر علی ہذا القیاس آل رسول کی تعظیم
واجب ہے، **غالب** بہت سہی غم گیتی شراب کیا کم ہے + غلام ساقی
کوثر ہون مجھکو کیا غم ہے + اور کبھی تحقیر کی واسطے **میر** فاتحہ کو بہی بعد
مرگ آیا + میر کی یار کی طرح دیکھو + اور یہہ تحقیر مضاف الیہ مین ہے
اسیطرح مضاف کی بہی تحقیر ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہین یہہ کچہری کے
ملازم چلے جاتی ہین (در حالیکہ وہ کسی خراب حالت مین چلا جاتا ہو)
اور کبھی اضافت صرف حال بیان کرنیکی واسطے آتی ہے **میر** ستایا
میر بیکس کو کسینے + کہ پہر اب عرش تک جاتی ہین نالی + اور اس اضافت کا
نام اضافت توصیفی ہے **نکتہ** کبھی اضافت تعظیم کے واسطے
ہوتی ہے اور بعد اوسکی ایک ایسا کلام بیان کرتی ہین جو مذمت پر

مشتمل ہوا اوس سے وہ تعظیم مبدل بتحقیر ہو جاتی ہے چنانچہ میر ہیں آج
میر مسجد جامع کے تھے امام + ولے شراب ہوتی تھی کل جا نماز کا + مسجد جامع
کا امام ہونا ایک امر عظیم ہی دوسرے مصرع کی ذکر کرنی سی وہ تعظیم مبدل
بتحقیر ہو گئی اور یہہ اضافت مسند الیہ مین نہین بلکہ اوسکی متعلقات مین ہے
اور جہان ایسا اتفاق ہوا کہ باب سے خارج کوئی قاعدہ بیان ہوا ہی اوسپر
ہمنے اشارہ کر دیا ہی تاکہ اعتراض نہ واقع ہو اور اخیر مین تیسری باب کے
اسکا مفصل ذکر کیا گیا ہے اسی قسم سی ہے **ذوق** راتو نکو نہ ہو حق
کر ای شیخ مناجاتی + سوتے ہوئے جونکین گے رندان خراباتی + اور یہہ انشا ہی
اخبار مین بہی ایسا ہی ہوتا ہی اور جب اس سے بہی زیادہ تمیز منظور ہوتی
ہے تو جملہ بصدد لکاف یا جو یا جن یا جس جیسا موقع ہو مضاف مضاف
الیہ کی بعد لاتی ہین چنانچہ **مولف** واعظ شہر جو کل مدعی عصمت تہا
آج میخانہ سی نکلا تہا صراحی لیکر + اور کبہی اضافت عبرت سامع کی
واسطے آتی ہے **ذوق** عشق ہے ایسی وہ کافر کہ جسکے ہاتہہ سے +
شیخ صنعان سا مسلمان نا بد مشرب ہے + اسی قسم سی ہے میر شریف مکہ

رہا ہی تمام عمر اہی شیخ + یہہ میراب جو گدا ہی شراب خانہ کا + اور یہہ مسند الیہ
کے مفعول مین ہے اور یہہ دونون مثالین تعظیم کی شق مین اسلئی نہین
مذکور ہوئین کہ مقتضای مقام و وقت جداگانہ تہا ہے ہر سخن جایی و
ہر نکتہ مقامی وارد ہیں اعتراض معترض کا برمحل نہین **نکتہ** اضافت
کبہی باعتبار مجاز بادنی ملابست ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہین ہماری دہلی
خوب آباد ہی - تمام دہلی پر اپنی مالکیت ظاہر کی باوجودیکہ متکلم ایک قطعہ
کا اقطاع دہلی مین سے مالک ہے لیکن اس سبب سے کہ تہوڑی سی ملابست
اوسکو دہلی کے ساتہہ تہی اوسی کے لحاظ سی ایسا کہا **نکتہ** کبہی مسند
الیہ نکرہ ہوتا ہی اور نکرہ کی معنی ہین شخص نامعین تنکیر کے واسطی اہل
ہند کی نزدیک کئی ایک لفظ ہین مثلا کوئی ایک جو ہر وغیرہ اور
ہر ایک کی استعمال کا موقع علیحدہ ہے - ہر اور جو اکثر حصر کے واسطی
آتی ہین اور انکے مابعد کا لفظ حکم جنس کا پیدا کرتا ہی چنانچہ کہتی ہین
جو پیدا ہوا ہی مریگا - ہر ایک کو مرنا ہی - اور حصر کبہی تکرار کلمہ سے
بہی پیدا ہوتا ہی **مصرع** پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانی ہے +

اور تو کہدی ای گل جس سے بے ہم گی اظہار کرین + نکتہ تنکیر
مسند الیہ سے کبھی کوئی فرد منظور ہوتا ہی ذوق اگر پوچھی کوئی مجھسے تو
کیون نالان ہے مین کہدون محبت سے محبت سے محبت سے محبت سے + یعنی
کوئی فرد پوچھی نکتہ کبھی تنکیر تعظیم کے واسطی ہوتی ہے چنانچہ کہتی
ہین زید ایک علامہ ہے - کوئی خدا کا بندہ ملی تو مراد حاصل ہو نکتہ
کبھی تنکیر سی مجدد یعنی نیا شخص مراد ہوتا ہی مومن کسیکا ہو آج کل
تہا کسیکا + نہ ہے تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا + ہماری غرض پہلے مصرع سے
ہے نکتہ اگر علم کو نکرہ کر لیا جاوی تو اوس سے وہ معنی مقصود ہوتے
ہین جسمین وہ مشہور ہو جیسا کہ کہتی ہین ہین کوئی خدا تو نہین - خدا جو
علم تہا اوسکو نکرہ کر لیا اب اسکی یہہ معنی ہوئی کہ مین صاحب قدرت نہین
کیونکہ خدا کی قدرت مشہور ہی غالب ریختی کے تمہین استاد نہین
ہو غالب کہتی ہین اگلے زمانہ مین کوئی میر بہی تہا + کوئی میر کہنی سے
یہہ مدعا نہین کہ میر کی گو ظاہر مین لفظ اسی پر دلالت کرتی ہین مگر
فی الحقیقہ مطلب یہہ ہی کہ کوئی شاعر پہلی بہی استاد گزر چکا ہی فقط

سمجھین استاد نہین ہوا اور یہہ شرف تمہارے ہی لئی ہنین آپ صاحب
فرماتی ہین کہ مجھکو اس سے اتفاق نہین میر کو ہو اسطی نکرہ کیا کہ غالب نے
اوسکو دیکھا نہین تھا مین کہتا ہون کہ منصف مزاج آدمی خود انصاف
کر لین گے مین اسی قاعدہ کے ایک مثال فارسی مین بہی لکھی دیتا ہون تاکہ زیادہ
وضاحت ہو جائے **نظامی** یا عمری برسر دوران فرست + یا علیے
برسر میدان فرست یعنی عادل و شجاع کیونکہ یہہ دونون انہین دونون
وصفون مین مشہور تہے **نکتہ** کبہی تنکیر تعجب کے واسطی ہوتی ہے
جیسا کہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب حکیم فرماتی ہین **شعر** لائی جاکر اوسی
پرستان سے + آدمی کیا ہین اک بلا ہین ہم + اک بلا کا لفظ ایک امر عظیم
تعجب خیز پر دلالت کرتا ہے **نکتہ** کبہی تنکیر اسواسطی ہوتی ہے
کہ مخاطب ایک امر کو جانتا ہی مگر اوسپر عمل نہین کرتا اوسکو بمنزلہ نادان
کے ٹہیرا کر ایسا کہدیتی ہین + مولانا محمد رکن الدین مکمل فرماتی ہین **ع**
اتنی بہی جفا تو کر نہ ای بت + ہم بہی کسی خدا کی بندی ہی ۔ مخاطب جو
رحم نہین کرتا تو اوسکو جتاتی ہین کہ تیری عاشق ہین تو کیا ہوا

آخر کسی خدا کی بندی تو ہین پس بندگان خدا پر رحم کرنا چاہیی ایک
میری ہمعصر کا قول ہے کہ کسو سے جو غرض مصنف نے نکالی ہے طبیعت قبول
نہین کرتی بلکہ کسی سے یہان مراد وسی ہے جو معرفہ ہی جیسی دو بہائی
حقیقی ترکہ پر لڑین اور ایک دوسرے سے کہی کہ ہم بہی تو آخر کسی باپ کی بٹی ہین
یعنی اوسی باپ کے بیٹے ہین جسکے تم ہو مین کہتا ہون کہ مقتضای وقت کہنا
چاہیی اس شعر مین بت اپنی حقیقی معنون پر مستعمل نہین بلکہ استعارہ ہی یعنے
وہ شخص جو مثل بت کی ہی پرستیدگی مین اور وہ جانتا ہی کہ مین بہی اور
متکلم بہی خدا کی بندی ہین اور یہہ بہی جانتا ہی کہ بندگان خدا پر جفا نہین
کرنی چاہیی متکلم نے اوسکی علم کو بمنزلہ عدم علم کی ٹہیر لیا اور اوسکو یاد
دلا کی خواستگار رحم کا ہوا خداوند تعالی جل جلالہ سورہ طٰہٰ مین حضرت
موسی اور ہارون علیہما السلام کے قصہ مین فرماتی ہین قَالَ یَا بْنَ اُمَّ
لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِی وَلَا بِرَاْسِی ترجمہ کہا ہارون نے اپنے بہائی موسے
سے کہ ای میرے مان جنی بہائی میری ڈاڑہی اور چوٹی مت پکڑ ہارونکا
یہہ مدعا نہ تہا کہ بہائی کی ساتہہ لڑی اور اوسکو جتائی کہ مین بہی وسی

مان کا بیٹا ہون جبکا تو ہی بلکہ اوسکو مان کا رشتہ جتلانی سے اپنی بہائی
کو رحم دلانا منظور تہا ورنہ اسی طرح کہنا کافی تہا یا موسی لاتاخذ بلحیتی
ولا برأسی کیا ضرورت تہی کہ علم کی جگہ نکرہ فرماتی اور نکرہ کو پہر مضاف
کر کے معرفہ بناتی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ علم مان جنی بہائی ہونیکا دونون مین
متحقق تہا اس تقریر سی معلوم ہوا کہ اعتراض معترض کی کچہہ اصل نہین
صاحب طبع سلیم خود انصاف کر سکتا ہی **نکتہ** تنکیر کبہی محض
تاکید کی واسطی آتی ہے چنانچہ کہتی ہین زید کسی نہ کسی کام کی واسطی گیا
ہوگا یا کبہی نہ کبہی مراد حاصل ہو رہی گی معنی اسکے یہہ ہین کہ زید کا جانا
ممکن ہے کہ بغیر کسی کام کے ہو مگر اسوقت کا جانا ضرور کسی مطلب کے لئی ہے
اور یہہ تکرار صرف دفع امکان مذکور کے لئی ہے دونون مثالون کے استعمال
کا موقع جدا جدا ہے اور تنکیر متعلقات مین ہی **نکتہ** ہر کوئی اور
ہر ایک جب حیثیت عموم اور حصر کی معنون مین مستعمل ہون تو جو فعل اونکی بعد
واقع ہوگا اوسمین ہر فرد شریک ہوگا مثلا خدا کو ہر کوئی جانتا ہی یعنی
اس جاننی مین ہر ایک فرد شامل ہے اور جب خلاف اسکی ہو یعنی حصر

ایسی شخص کا نطق ایک زمانہ کو اوسکا مطیع بنا دیتا ہی اور ایک شخص ایسا ہی کہ
اوسکا کلام محض بے اثر ہوتا ہی بلکہ کان دہر کے لوگ سنتی بہی نہین اور اوسکی صحبت
سے متنفر ہوجاتی ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان کے شرف اور امتیاز کا باعث
سب حیوانون پر اوسکا نطق ہے اور اوسکا فصیح ہونا اپنے غیر فصیح ہمجنسون پر اوسے
شرف دیتا ہے پس جسقدر انسان زیادہ تر فصاحت و بلاغت کے ساتھہ کلام
کریگا اوسیقدر اپنے ہمجنسون مین معزز و ممتاز ہوگا اور اسکی امتیاز کو وہی نسبت
ہوگی جو انسان کو حیوان سے شرف و فضیلت کے باب مین ہے اور یہہ خاص شرف
جبلی نہین بلکہ کسبی ہے تجربہ سے ثابت ہے کہ صحبت یافتہ اور جہاندیدہ آدمی خانہ پروردہ
کی نسبت بہت فصیح ہوتا ہی اور عالم جاہل کی نسبت زیادہ بلیغ قواعد
فصاحت و بلاغت سے واقف ہونا اور پہر اونکو استعمال مین لانا کند طبعون کو
ذکی بنا دیتا ہی اور ذکی طبیعت والون کے ذہن کو جلا دیتا ہی اور مین دیکہتا ہون کہ
اردو زبان مین باوجودیکہ وہ آجکل وجود باجود شعرای ہندسی معراج پر ہے
اور ہر ایک صوبہ کا سررشتہ تعلیم اوسکی ترقی و رواج مین ہمہ تن مصروف ہے
اور حکام وقت بہی اسکو نہایت پسند کرتے ہین اس علم کی کوئی کتاب نہین

مقصود نہو تو فعل بہی ہر فرد کا مخصوص ہوگا مثلاً اپنی مطلب کی
ہر کوئی کہتا ہی یعنی ہر ایک شخص جا بالکا نہ طور پر کہتا ہی جو ایک کا مطلب
ہے وہ دوسریکا نہین آور کبھی لفظ آپنے کو مکرر بہی لاتی ہین اور کہدیتے
ہین اپنی اپنی حیثیت ہر کسیکو معلوم ہے آور یہہ تکرار زایدہے **نکتہ**
کبھی اضافت نوعیہ ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین کسی کام کی واسطی آیا ہون
یعنے ایک نوع کی کام کے واسطے **نکتہ** کبھی مسندالیہ موصوف ہوتا
ہے اور یہہ صفت کبھی قید اتفاقی ہوتی ہے اور کوئی غرض اوس سے
متعلق نہین ہوتے **غالب** یہہ سرخ کہ کم ہے می گلفام بہت ہے ؛
منظور متکلم کو می ہے خواہ کسی رنگ کی ہو گلفام قید اتفاقی ہے اور کبھی
صفت تخصیص کے لئی بہی ہوتا ہے **ذوق** ذوق زیبا ہی جو ہو
ریش سفید شیخ پر ؛ وسمہ آب رنگ سہی مہدی حی گلرنگ سے ؛ می
عام یہان مطلوب نہین بلکہ خاص مے جو سرخ رنگ کی ہو اور مہندی کا
کام دے سکے اور آب رنگ سی بہی علی ہذا القیاس آب مخصوص جو سبز
ہو مطلوب ہے تاکہ وسمہ کا کام دہی آور کبھی صفت مخض واسطی مقابلہ کی

ہوتی ہے **میر** دم صبح بزم خوش جہان شب غم سی کم نہ تھی مہربان +
کہ چراغ تھا سو تو دود تھا جو پتنگ تھا سو غبار تھا + دم صبح محض
بمقابلہ شب غم واقع ہوا ہی اُس سے اور کوئی غرض نہین اور یہہ ظرف ہے
کبھی صفت استہزا کی واسطی آتی ہے **غالب** جراحت تحفۂ الماس
ارمغان داغ جگر ہدیہ + مبارک باد اسد غمخوار جان دردمند آیا + کمال
استہزا کی واسطی موصوف حذف کرکے غمخوار کو جو صفت ہی قایم مقام
موصوف کی ٹہیرالیا **نکتہ** تاکید تقریر کے واسطی آتی ہے یعنی اسکا
مفہوم مخاطب کے ذہن مین ثابت و متحقق کردینا اس حیثیت سی کہ گمان غیر
کا اسمین احتمال نہو **ذوق** جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا + گر آج
بہی وہ شک مسیحا نہین آتا + اصلا تاکید کی واسطی واقع ہوا ہی اسنے
مخاطب کے ذہن مین متحقق کردیا کہ جینی کا مفہوم ہرگز ظہور مین نہین آویگا
اور اوس گمان کو رفع کردیا جو مخاطب کے دل مین تھا کہ شاید مبالغۃ یہہ
مضمون واقع ہوا ہی کبھی تاکید رفع تجوز کی واسطی بہی آتی ہے چنانچہ
بادشاہ سلامت خود بدولت فرماتی ہین + مین خود وہان گیا تہا مخاطب

جایز ہے سمجھتا تھا کہ شاید بادشاہ کی وزیر یا نایب نے ایسا حکم دیا ہوگا یا
متکلم نے کسی آدمی کو بھیجا ہوگا خود کہنے سے وہ تجوز رفع ہوگیا کبھی دفع
سہو کے واسطے بھی آتی ہے اور یہہ تکرار لفظ کی ساتھہ ہوتی ہے مثلاً
زید یکایک آجاوے تو کہا جاوے آئیے حضرت آئیے اسکے استعمال کا
یہہ موقع ہے کہ متکلم منتظر بکر کے آنیکا ہو اور زید کے آنے پر اوسکو گمان
ہوجاوے کہ شاید یہہ وہی بکر ہے مگر بعد صورت دیکھنے کی اوسکو معلوم
ہو کہ یہہ میرا مدعا نہیں اور مجھسے سہو ہوگیا پس اوس ذہنی سہو کے رفع
کرنیکے واسطے ایسا کہدیتے ہین اور اس مثال کے استعمال کے اور بھی مواقع
ہین چنانچہ اہل زبان خود واقف ہین کبھی تاکید دفع عدم شمول کی لئے
آتی ہے یعنی مخاطب گمان کرتا ہو کہ جایز ہے کہ کوئی فرد اس حکم مین شامل
نہو تو متکلم اس عدم شمول کے گمان کو رفع کردیتا ہے **میرے سب گئے صبر و**
ہوش و تاب و تواں + لیکن اے داغ دل سے تو نگیا + مخاطب کو گمان تھا
کہ شاید چارون چیزون مین سے کوئی ایک چلی گئی ہوگی مگر سب کے کہنے
سے وہ گمان رفع ہوگیا انصاف یہہ ہے کہ رفع تجوز اور اسمین کچھہ

فرق نہین **نکتہ** فایدہ بدل کا زیادہ واضح کردینا مدعا کا ہی ‎ بدل
اور تجدید نشاط سامع کی - کیونکہ پہلی جسوقت ایک عبارت مجمل بیان
ہوتی ہے تو سامع کا ذہن مشتاق ہوجاتا ہے کہ دیکھا چاہیے متکلم
کیا بیان کریگا پھر جب ذکر کردیا جاتا ہے تو سامع کو ایک لذت حاصل
ہوتی ہے مثلا شہزادہ الفرڈ - الفرڈ بدل ہے شہزادہ سے اور شہزادہ
مبدل منہ ہی جب پہلی متکلم نے شہزادہ کا لفظ کہا تو سامع کو شوق
پیدا ہوا کہ دیکھا چاہیے کس شہزادہ کا ذکر کریگا جب نام معلوم ہوگیا
تو وضاحت ہوگئی اور سامع کو نشاط حاصل ہوئی **دقیقہ**
بدل اور تفسیر اور صفت مین فرق ہے بدل کا بیان تو اوپر گزرچکا
تفسیر سے یہہ مراد ہی کہ پہلے ایک عدد مبہم بیان کرتے ہین بعد اوسکے
اوسکی تفسیر مثلا پانچ روپیہ یا پانچ آدمی علی ہذا القیاس پانچ ایک
عدد مبہم تہا روپیہ یا آدمی کہنے سے اوسکی تفسیر کردی گئی پس روپیہ
مفسر (فاعل) اور پانچ مفسر منہ اور صفت مقدم کی بعد جو
موصوف موخر آتا ہی اوسمین بہی التباس ہوتا ہی کہ شاید یہہ بدل ہے

مگر وہ علیحدہ ہے اور یہہ علیحدہ صفت مقدم کی مثال یہہ ہے تسنیم
دہلوی وہ سبزہ باغ خواب آرام + یعنی وہ بکاولی گل اندام + سبزہ
باغ خواب آرام صفت مقدم ہے بکاولی کی اور گل اندام صفت مؤخر
اضافت توصیفی بموجب محاورہ اردو کے ساقط ہو گئی معترض صاحب
فرماتی ہین کہ تینون ترکیبون مین صاحب مصنف نے کچھہ فرق بیان
نہین کیا تا کہ مبتدیون کو پورا فایدہ ہوتا مین التماس کرتا ہون کہ یہہ
اعتراض قلت تامل کے وجہ سے ہے ورنہ مینے تینون کی تعریف بیان
کردی ہے **نکتہ** کبھی بدل مدح کی واسطی آتا ہے **غالب** قبلہ چشم و
دل بہادر شاہ + مظہر ذوالجلال والاکرام + اس مثال مین صفت مقدم
اور بدل مدحیہ مین فرق واضح نہین معلوم ہوتا تو اس مثال سے
کہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی فرق بتین معلوم
ہو گا عالمگیر اسم محی الدین بدل اول اورنگ زیب بدل ثانی بادشاہ
صفت اول اور غازی صفت ثانی اصل قاعدہ بدل مین یہہ ہے کہ
مبدل منہ مبدل کے ساتھہ کسیقدر خصوصیت رکھتا ہو یعنی جب بدل

کا ذکر کرین تو اکثر اوقات اوسکی ساتھہ بدل منہ بھی ذکر کیا کرین
اکثر اوقات کہنی سے یہہ فایدہ ہے کہ اگر التزام کر لین اور ہمیشہ ذکر کیا کرین
تو وہ بمنزلہ جزو علم کی ہو جائیگا پہر اوسکو بدل نہ کہہ سکین گے اگر اکثر
اوقات مذکور نہو تو صفت مقدم اور بدل مین کچھہ فرق نہوگا غرض
بدل کی ساتھہ یہانتک مختص ہو کہ حکم لقب یا کنیت کا پیدا کرے
عام صفات کا ذکر کرنا حسن ہے ہر ایک آدمی واقف نہو صفت سوخرہ ہوگا
نہ بدل اور یون بہی کہہ سکتی ہین کہ صفت عام ہے اور مدح خاص نسیم کی
شعر مین مقام مقتضی مدح نہین اور غالب کے شعر مین ہے **نکتہ**
اردو زبان مین بدل کل آتا ہی بدل بعض نہین آتا اور بدل غلط فصحا
کی کلام مین واقع نہین ہوتا اگر ہوتا ہی تو وہ عمداً لاتی ہین اور اوسکا
تدارک لفظ یعنی یا بل کے ساتھہ کرتے ہین اور بدل غلط کی یہہ معنے
ہین کہ پہلے ایک حکم کا ادعا کرین پہر اوس حکم کو عمداً غلط ٹہیرا کے ایک
اور حکم اوسکی واسطی ثابت کرین اور یہہ مدح اور ذم دونون کے واسطی آتا ہی
سودا اگل دینکے ہی اور رون کی طرف ملکہ شمر بھی ÷ او خانہ برانداز چمن

کچھ تو ادھر بھی + پہلی گل پھینکنے کا حکم لگایا پھر اوس سے بڑھکر ثمر پھینکنی کا
حکم لگا دیا اور اسکو اضراب بھی کہتی ہین یعنی ایک صفت کو خواہ وہ
اعلی ادنی کمال ہو ح ہو اپنے ذہن مین ناقص ٹھیرا کی اوس سے اعلے کیطرف
ترقی کرتا ہے اور بدل غلط کبھی غلط فہمی سامع کو رفع کرنے کی لئی آتا ہی

میرزا غالب نہین کہ مجھکو قیامت کا اعتقاد نہین + شب
فراق سی روز جزا زیاد نہین + سامع نی غلط سمجھا تھا کہ متکلم کو
قیامت کا اعتقاد نہین سو اس فہم غلط کو رفع کرنے کی واسطی کہدیا
اور کلمہ اضراب کا یعنی بل سر مصرع دوم سی محذوف ہی **نکتہ**

فایدہ عطف کا یہہ ہے کہ کبھی مسند الیہ کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند
کی ساتھہ چنانچہ زید اور عمرو اور بکر آیا مسند الیہ تین ہین اور مسند ایک
اور یہی اختصار ہی اور کبھی مسند کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند الیہ کے
ساتھہ چنانچہ زید نی کھانا کھایا اور پانی پیا مسند دو ہین اور مسند الیہ
ایک کبھی باوجود عطف کے مسند مسند الیہ دونون کو وحدت اور جمع مین کمال
بنا لیتی ہین جیسا کہ کہتی ہین زید اور عمرو اور بکر تینون آئے تینون

مفسر مسند ہے اور تینون علم اوسکی مفسر ہین مفسر اور مفسر مشترک
مسند الیہ واحد ہنگئی اور مسند بھی واحد ہے پس یہہ دونون ایک صورت
کی ہوگئی اور کلمہ بھی جب دوسرے علم کے مابعد آجائے تو معطوف معطوف
علیہ کے حکم کو جو اختصار مسند یا مسند الیہ کا ہے کبھی بحال رکھتا ہی اور کبھی
ساقط کر دیتا ہی اسقاط کی حالت مین ہر ایک فعل اور فاعل کو لفظاً
علیحدہ جملہ بنا دیتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید آیا عمرو بھی آیا یہہ عطف
ایک جملہ کا ہے دوسرے جملہ پر لفظ مع معنی سمیت کی آنے سی اختصار
مسند بحال رہتا ہی چنانچہ زید مع عمرو اور بکر کے آیا **دقیقہ**
مع اور اور ودیگر کلمات عاطفہ مطلق جمع کی واسطی آتے ہین
یعنی ثابت کر دیتے ہین کہ جو حکم معطوف علیہ کا ہی وہی معطوف کا
ہے بدون تعرض تقدیم وتاخیر ومعیت کی **دقیقہ** پھر بھی حرف
عطف کا ہی مگر اسمین تعقیب ملحوظ ہوتی ہے یعنی ثابت کر دیتا ہے
کہ مابعد بنسبت ماقبل کی موخر ہی پس کہا تا پینا مثال ذیل مین پہلے
واقع ہوا اور سونا پیچھے برعکس اسکے مثلاً زید نے کہانا کہایا اور پانی

پیا پھر سو رہا - کلمہ یا اور کاف جو تردید کی واسطی آتا ہے حروف عاطفہ
مین سے شمار کیا جاتا ہی **نکتہ** کبھی عطف سے ثبات یا تشکیک سامع
منظور ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین کہ زید آیا ہی یا عمرو - آنا تو کسی ایک کا
ثابت ہی لیکن یہہ تخصیص نہین کرسکتے کہ جو آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو
اور کبھی عطف سے تخییر مراد ہوتی ہے یعنی مخاطب کو مختار کردینا کہ دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کری چنانچہ کہتے ہین تھان لے لو یا روپیہ اور
کبھی اباحت کی واسطی عطف کردیا جاتا ہے چنانچہ کہتی ہین قلم
مانگتی ہو یا دوات فرق ان دونون صورتون مین یہہ ہے کہ تخییر سی
ثبوت حکم کا تنہا ہر ایک کے واسطے ہوتا ہی یعنی اگر تھان لو تو
روپیہ نہ لو اور روپیہ لو تو تھان نہ لو پس اوسکی واسطی علیحدہ حکم ہے
اور دوسرے کی واسطی علیحدہ بر خلاف اباحت کے کہ اوسمین جمع بھی جایز
ہے یعنی دونون کو منظور کرلو تو بھی جایز ہے لیکن یہہ مضمون بدلول
لفظ سے نہین حاصل ہوتا بلکہ قرینہ خارجہ سے ثابت ہوتا ہے
نکتہ کبھی مسند الیہ مختلف ہوتی ہین یعنی ایک مذکر دوسرا مونث

اس صورت مین تنازع الفعلین واقع ہوتا ہی یعنی مذکر تو تقضا کرتا
ہے کہ فعل مذکر مذکور ہو اور مونث مقتضی ہے کہ فعل مونث واقع ہو پس
خیال کر لینا چاہئیے کہ جو فاعل فعل سے قریب ہو اوسی کا حکم لگانا چاہئیے
مثلاً زید اور ہندہ آئی اور ہندہ اور زید آیا پہلی مثال مین مونث
فعل سے قریب تہا اوسی کا اتباع مقدم سمجہا گیا اور دوسری مثال مین
مذکر قریب تہا اسواسطی فعل مذکر مذکور ہوا **نکتہ** فارسی مین اگر کمال
اتحاد منظور ہوتا ہی تو معطوف و معطوف علیہ پر اکتفا کرتے ہین اور
مسند کو حذف کر دیتے ہین چنانچہ **مولف** من و پرہیز ناصح سخت
مشکل کار فرموی ٭ ہمانا آن رخ روشن ندیدی کاش میدیدی ٭
ہندی مین بہی یہہ قاعدہ جاری ہے مگر روابط اسمین بعض اوقات
مذکور ہوتے ہین اور اوسمین محذوف اور بعض اوقات معطوف علیہ
جملہ سالم اور معطوف فقط مسند الیہ مذکور ہوتا ہے اور فایدہ اس سے
کبہی استبعاد ہوتا ہی **ذوق** ہم ہون اور سایہ تری کوچہ کی دیوار
کا نہ کام جنت مین ہے کیا ہمسے گنہگار و نکا ٭ اسمین معطوف علیہ

اور فارسی مین سواے رسالہ موہبت عظمیٰ و عطیہ کبری کے جو سراج الدین علیخان
آرزو کی تصنیفات سی ہین اور کوئی کتاب ہماری نظر سے نہین آئی اور مین یہہ نہین کہتا کہ
مین تمام زمانہ کی کتابون پر حاوی ہو گیا ہون یا غیب دان ہون لیکن جہانتک مینے
کوشش کی کوئی کتاب کامل نپائی بس اس غرض سے کہ اگر اس زمانہ مین بھی یہہ علم
مروج ہو جائے تو بیشک اہل مذاق کو پسند آئی مینے اس کتاب کو کمال کوشش اور
عرقریزی سے مرتب کیا گو قواعد اسکے بہتین عربیون کے ہین لیکن تلاش امثلہ ہندیہ اور
اوسکو قواعد کے ساتھہ مطابق کرنی مین میری سعی ابدالوصف ہے اہل فن کی خدمت
مین گذارش ہے کہ مجھے یکتائی کا دعوی نہین البتہ یہہ کہتا ہون کہ اس علم کی کوئی
کتاب جو اردو مین ہو میری مطالعہ مین نہین آئی میری اس تحریر سی غرض یہہ ہے
کہ اہل کمال اگر کوئی نقص پائین تو نکتہ چینی نکرین بلکہ اصلاح فرمائین اور علت غائی
اس خامہ فرسائی سے یہہ ہے کہ مین نرہونگا اور یہہ نقوش پریشان صفحہ ہستی پر
یادگار رہینگے شاید کوئی صاحب دیکھنے والی دیکھکر مجھے یاد کرے اور دعاے خاتمہ بالخیر
میرے حق مین زبان پر لائے نام اس کتاب کا **فایض المعانی** ہے اور تاریخ
تالیف ۱۳۱۲ھ ہجری ہے اور ۱۸۹۴ء عیسوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام۔ اب اصل

اور کبھی تخویف و ترہیب کے واسطی آتا ہی چنانچہ **شعر** اگر ایکی نوبت شب وصل بولا
چھری اور مرغ سحر کا گلو ہی + اسموقع پر عطف مفید معنی حصر ہے یعنی سوا اسکے
کچھہ نہین صرف چھری اور گلو ہے اس حصر سی جو عطف سے پیدا ہوا ترہیب و
تخویف پیدا ہوتی ہے اور کبھی التزام کی واسطی آتا ہے **غالب** تو اور سوی غیر
نظر ہای تیز تیز + میں اور دکھہ تری مژہ ہای دراز کا + یعنی تیری واسطے وہ لازم ہی اور میرے
واسطی یہہ اور کبھی حصر کی واسطی آتا ہے چنانچہ کہتی ہین گھر یا دفتر یعنی مخاطب نے
مقام ملاقات پوچھا تو متکلم نے جواب دیا کہ گھر یا دفتر یعنی حصر ہے کہ ان دونون میں سے
کسی ایک جگہہ ملاقات ہوگی تیسری جگہہ نہین **نکتہ** مسند الیہ کا مقدم کرنا اصلی
ہے کہ اوسکا ذکر اہم ہے اور وہ اصل ہے اور اوسکے عدول کا کوئی مقتضی نہین چنانچہ
زید خوش ہے اور کبھی تقدیم اسواسطی ہوتی ہے کہ سامع کی ذہن مین خبر کی تمکین مدام
ہو کیونکہ مسند الیہ کو مقدم کرنا ایک قسم کا شوق دلاتا ہی اسی لئی کہتی مین کہ
مسند الیہ تطویل کا مستحق ہے کیونکہ اگر کوئی چیز بعد شوق اور انتظار کی حاصل ہو تو
اوسکی تمکین زیادہ ہوتی ہے مثلا **میر** دل بھی اوس گلی مین لیجا کر + اور بھی خاک
مین ملا لایا + یہہ اس صورت مین ہی کہ لیجا کر سی قطع نظر کر کے ملا لایا کا فاعل

دل کو قرار دین اور لیجا کر سی اسلئی قطع نظر کیا گیا کہ تطویل بخوبی ثابت ہوجائے
منشی محمد لطیف صاحب اپنے وقایع مین ایک نہایت دلچسپ فقرہ تحریر فرماتے
ہین **فقرہ** آجکل بارقندی لوگ وارد لاہو ہین۔ ہمارے دیکھ انہین اور جنگلیون
مین کچھہ فرق نہین۔ وحشت انکی چہرے نمایان ہے تمیز انہین نہین۔ بات انکی سمجھہ
مین نہین آتی الخ یہہ فقرہ اسواسطی لکھا گیا کہ نظم مین تقدیم و تاخیر کا عمل ضرورت شعری
پر ہوتا ہی اور سہین نہین ہمارا مدعا اون لفظون سی ہے جو اسمار الاشارہ کے ماقبل واقع
ہین اور نظم کی مثال یہہ ہے **ذوق** کہتی کیا کیا ہین دیکھہ تو اغیار + یار تیری حمایتون
سے مجھی + جو کہ اہم بیان گفتگوی اغیار تہا اسی کو مقدم کردیا اور یہہ تقدیم مسند کی
ہے اور کبھی مفعول اور متعلقات مسند مسند الیہ سی غرض کے واسطی مقدم آجاتی ہین
میر کہلنا کم کم کلی نے سیکہا ہی + اوسکی آنکہون کی نیمخوابی سی + جو کہ مقصود متکلم کا
کم کم کہلنا بیان کرنا تہا اسی لئی اوسکو مقدم کردیا اور یہہ مثال تقدیم مفعول کی
ہے **ایضا میر** شریف مکہ رہا ہی تمام عمر ای شیخ + یہہ میر اب جو گدا ہی شراب خانہ
کا + مدعا یہہ ہے کہ عظمت قدر زمان سابق بیان کیجائی سو وہ شریف مکہ ہونی سے
پائی جاتی تہی اسواسطی اوسکو مقدم کردیا + متعلقات کی مثال یہہ ہے **میر** دلمین رہ

دلمین کہ معمار قضا سے اتبک ایسا مطبوع مکان کوئی بنایا نہ گیا + اگر اس سے
بھی زیادہ اہمیت منظور ہو تو اوسکو تنکیر از ذکر کرتے ہین چنانچہ اسی مثال مین ظرف یعنی
دل دو دفعہ واقع ہوا ہے **نکتہ** مقام تقدیس و تفخیم مین مسند یا مسند الیہ
بالضرور محذوف ہوتا ہی **حکیم مومن خان دہلوی** اللہ ہے تیری بی نیازی +
یعقوب کو بہ مدتون لایا + مخفی نرہے کہ اری اور ابی اصل اور انکی فرع ری بی اور آو
اور آہی اور آالف جو بعد علم کی آتا ہی حروف ندائیہ ہین اور ندا کی معنی ہین کسیکو
اپنی طرف بلانا اور جسکو بلاتی ہین اوسکو منادی کہتی ہین منادی مین اصل یہہ
ہے کہ حروف ندائیہ کی بعد مستعمل واقع ہو چنانچہ اصول مین یہہ قاعدہ مرعی ہے اور
آی مین بہی آو فروع اور الف ہمیشہ منادی کی بعد واقع ہوتے ہین اور آو کی
دو حالتین ہین کبہی تقدیم اور کبہی تاخیر اور منادی کی بعد جو جملہ واقع ہوتا ہی
اوسکو مقصود بالندا کہتی ہین چنانچہ اری زید ادہر آ۔ اس مثال مین اری
حرف ندا کا ہی اور زید منادی اور ادہر آ مقصود بالندا۔ اب جاننا چاہیے
کہ شعر مذکور مین ندا اور منادی اپنی اصلی معنو نپر محمول نہین ہین بلکہ کلمات
تقدیس کے قایم مقام ہین یعنے تعالی اللہ یا اللہ اکبر تیری بے نیازی بہت

بڑی ہے - ترکیب اسکی یہہ ہے کہ تیری مضاف بی نیازی مضاف الیہ مضاف
معہ مضاف الیہ کی مبتدا ہی اور بڑی ہے اسکی خبر پس مسند اسمین محذوف ہے
اور مصرع لاحقہ بیان ہے بی نیازی کا علی ہذا القیاس **شعر** دیکھیہ آئینہ جو کہتا ہی کہ
اللہ رے مین + اوسکا مین چاہنی والا ہون لقا واہ ری مین + اللہ ری مین
قایم مقام اللہ اکبر معنی مذکور ہین مبتدا ابراحسین ہون اسکی خبر جو محذوف
ہے یہہ تو تقدیس کی مثال ہے اب تعظیم کی مثال لیجیی **ذوق** بل بے استغنا کہ
وہ یہان آتے آتے رہگیی + اُف ری بیتابی کہ یہان تو جی ہی نکلا جاے ہے
یعنی ای استغنا تیرا اثر سخت و زبردست ہے اور ای بیتابی تیری تاثیر کامل تعظیم ہے بل اور اُف
استغنا اور بیتابی کی تاثیر کا کمال ظاہر کرتا ہی جملہ ہای مصدرہ بکاف اونکی تاثیر
کا بیان ہے یہان بہی علی ہذا القیاس مبتدا یا خبر دونون مین سے ایک محذوف ہے
اور بل ہندی با معنی زور کو کہتی ہین اور اُف ایک لفظ ہی الفاظ اصوات مین
سے لسکے کچہہ معنی نہین جیسا کہ کوی کی آواز کو کائین کائین اور زنبور مکہی کی آواز
کو غنین غنین مرغی کی آواز کو قا قا کہتی ہین ایسا ہی انسان جو شدت درد اور
افسوس یا تعجب کے حالت مین صوت زبان سی نکالتا ہی اوسکو اُف کہتی ہین

ادر کہا اسنی کی آواز کو اُہ اُہ یا اُخ اُخ کہتے ہین **نکتہ** بعض اوقات مسند یا مسند الیہ یا دونون محذوف ہو جاتی ہین اور مفعول پر اکتفا کیا جاتا ہی اسموقعہ پر قرینہ جو حذف پر دلالت کری حالت موجودہ ہوتے ہے مثلاً آدمی کہانا کہاتا ہو اور حاضر الوقت سی کہی یا آئی روٹی سالن لا جو فعل یا فاعل ہے حذف ہوا اور روٹی وغیرہ اسکا مفعول باقی رہگیا اور حذف مسند الیہ کی یہہ مثال ہے **شعر** سنا یوسف کو حسینان جہان ہی دیکہی + ایسا ہمثیل طرحدار نہ دیکہا نہ سنا + اسمین ہر ایک فعل کا فاعل محذوف ہے **نکتہ** تحذیر مین بہی مسند الیہ حذف ہو جاتا ہے اور تحذیر کی معنی ہین کسی چیز سی خوف دلانا تاکہ اوس کی گزند سی بچین چنانچہ **ع** ہتّو فلک کی تلی سے ہم آہ کرتی ہین + ہتّو کا فاعل مذکور نہین اور کبہی مسند و مسند الیہ دونون کو حذف کرکی محذر منہ پر اکتفا کرتی ہین اور کہدیتی ہین سانپ سانپ یعنی سانپ سے بچو اور محذر منہ وہ شئے ہی جس سے خوف دلائین **نکتہ** کبہی مقام مدح مین بہی مسند یا مسند الیہ کو حذف کر دیتی ہین تاکہ کمال عظمت و بزرگی پر دلالت کری **غالب** یہہ مسایل تصوف یہہ ترا بیان غالب تجہی ہم ولی سمجہتی جو نہ بادہ خوار ہوتا + ہماری غرض پہلے مصرع سی ہے

میر حسن نے اپنی مثنوی سحر البیان مین اس قسم کی بہت سے چنانچہ برات کی تجمل کے بیان مین لکھا ہی ۵ وہ دولہا کا مسند پہ آ بیٹھنا * برابر رفیقون کا جا بیٹھنا *
علی ہذا القیاس بہت سی ایسے شعر ہین جنمین خبر کلیہ محذوف ہی **نکتہ** جب مسند اور مسند الیہ کی ساتھ نفی مذکور ہو اور ابتدا مین سور کلیہ واقع ہو تو کلی کا ایجاب رفع کر دیتی ہے اور بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض کی نسبت نفی کر دیتی ہے مثلا ہر ایک دل عشق کی قابل نہین ہوتا ایجاب اسکا یہہ تہا کہ ہر ایک دل عشق کے قابل ہوتا ہی جب نفی مذکور ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ بعض دل عشق کے قابل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے پس حقیقت مین یہہ نفی مسند مسند الیہ دونون کو شامل ہے اگر تنہا مسند پر واقع ہو تو کلیۃ افادہ سلب کلی کرتی ہے چنانچہ مفلس کچہہ غم نہین رکہتا کچہہ سو رہے - ان دونون قاعدون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی مین ایک کلی بیان کی گئی تہی پہر اوسکا سلب کیا گیا تہا اور دوسرے مین اثبات نفی کا ہے کل افراد کی واسطے یعنی جو مفلس ہے اوسکو کچہہ غم نہین یہہ نہین اس سے پایا جاتا کہ بعض مفلس غم رکہتے ہین اور بعض نہین طالب کو اسکی سمجہنے مین زیادہ تردد قت اس جہت سے مراقع ہوئی ہوگی کہ ہمنے بیان کیا ہی کہ نفی مثال اول مین مسند مسند الیہ

دونون کے واسطے شامل ہے اور مثال دوم مین تنہا مسند پر سو اسکی تمیز ظاہر او شوا
ہے کیونکہ اہل زبان جہان نفی کا موقع ہوگا وہین بولینگے اور تقدیم و تاخیر کی
کچھہ قید نہین لگائینگے اس صورت مین چاہیے کہ ترتیب کا لحاظ رکہین **دقیقہ**
موجبہ کلیہ وہ ہی جسمین ایجاب یعنے اثبات پایا جاوے چنانچہ ہر ایک انسان حیوان ہے
اور کلیہ سالبہ وہ ہے جسمین سلب یعنے نفی پائی جاوی چنانچہ کوئی انسان پتھر نہین ہے
کلیات و جزئیات مین جو لفظ حصر پر دلالت کرتا ہی اوسکو منطقیونکی اصطلاح مین
سور کہتی ہین اور وہ ہماری زبان مین یہہ ہین جو کوئی ہر ایک کوئی سب کوئی
کوئی اور انکی منفی اور کچھہ کچھہ نکچھہ اور کوئی اور کوئی نکوئی اور نکرہ اور جنس
مین فرق یہہ ہے کہ نکرہ مین ہر فرد پر حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ کہتی ہین کوئی
دانا ایسا کام نہین کرتا اور جنس مین اور حقیقت پر حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ گدہے
آدمی نہین بن سکتا یعنی گدہی کی ماہیت سے آدمی کی جنس بن جانا بعید ہے
نکتہ تقدیم مسند الیہ کی معطوف و معطوف علیہ پر زیادہ تخصیص مسند کا
فایدہ دیتی ہے یعنی معلوم ہو جاتا ہی کہ مسند مین بالتخصیص یہہ امر پایا جاتا ہی
ذوق کیا صوفی ہو کیا می کش قایل ہین دونون ہین + کیا یہان عطف کا

فایدہ دیتا ہی **نکتہ** جب مسند اور مسند الیہ منفی واقع ہون اور ضمایر سے کلام مین سے گا نہ
کوئی ایک امر نہین موجود ہو تو بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض سی انکار اوسمین
منظور ہوتا ہی اور ایسی جملہ کی بعد اضراب ضرور ہوتا ہی لفظی ہو یا تقدیری مثلاً
مینی نہین کہا یا یعنی بلکہ کسی اور نے کہا یا ہی اسمین اپنی نسبت انکار ہے اور غیر کی
نسبت ثبوت اگر لفظ ہی جو مفید معنی حصر ہے ضمیر کے ساتھہ ملحق ہو تو اوسکی دو صورتین
ہین اگر بعد اوسکی اضراب بل واقع ہو تو اثبات بالاشتمال منظور ہوتا ہی مثلاً مینی
ہی نہین کہا یا یعنی بلکہ زید نی بہی کہا یا ہی اسمین ثبوت فعل کا اپنی نسبت اور
غیر کی نسبت بالاشتمال منظور ہے اور اگر اضراب نہو اپنی نسبت حصر نفی فعل کا
اور غیر کی نسبت ثبوت منظور ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین مینی ہی نہین دیکھا یعنی
اور سب نے دیکھا ہی فقط مینی ہی نہین دیکھا مگر اسمین فقط یا صرف وغیرہ کا لفظ
بہی ضرور ہوتا ہی اور موقع اسکا اسم اشارہ سی پہلی ہے آور اگر جملہ منفیہ مین لفظ
خود یا آپ ضمیر کی ساتھہ ملحق ہو تو اوسکی تین حالتین ہین یا تاکید مثلاً مین
خود قبول نہین کرتا یعنی تم مجہی قبول کرنی سے کیا رکھتی ہو مین خود قبول نہین
کرتا یا انکار اپنی نسبت اور ثبوت دوسرے کی نسبت مثلاً مین خود وہان نہین گیا تہا

یعنی بلکہ ہیر انکو گر گیا تہا - یا وقوع فعل مین اثبات تحریک غیر مثلاً مین خود نہین
گرا بلکہ زید میرے گرنیکا محرک ہوا اور اوسنی مجھکو گرایا ان دونون اخیر کی حالتون
مین کلمہ اضراب اسکی بعد ضرور ہوتا ہی **نکتہ** ہی بکسر الہاء وسکون الیاء
کبھی حصر کے واسطی آتا ہی اور یہہ حصر کبھی دو مخاطب کا فایدہ دیتا ہی جو مشارکت
غیر کا زعم رکہتا ہو **نسیم** نیز اہی تو ہی فساد مردار + داماد کو گل دیا مجھی خار +
یعنی اور کسیکا فساد نہین جیسا کہ تو خیال کرتی ہے اور کبہی اور معنی بہی اوسمین
ملحوظ ہوتے ہین **ذوق** بوسہ کے مانگتی ہی ہیرے جیتون کو لگی + ایسی کیا لعل
لب غیرت گلشن کو لگی + یعنے بیحد مانگنی کے **نکتہ** کبہی تقدیم مفید معنی حصر کی
ہوتی ہے **لمولفہ** مینی چاہا تو تم عزیز ہوئی + ورنہ تہا کون پوچہتا تمکو + یعنی یہہ
فقط میری چاہنی کا اثر ہی اور کسیکا نہین + فارسی مین اسکی مثال یہہ ہی **فردوسی**
منش کردہ ام رستم داستان + وگرنہ یلی بود در سیستان + **نکتہ** کبھی تجھسا اور تیری
جیسا وغیرہ مسند یا مسند الیہ واقع ہوتی ہین اور بطریق کنایہ خود تو مراد ہوتا ہے
چنانچہ کہتی ہین تیری جیسا دانا کیون بہولنی لگا مگر تیری جیسا غیر فصیح ہے
معنی اسکے یہہ ہین کہ تو کب بہولتا ہی **ذوق** عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ

جسکے ہاتھہ سی + شیخ صنعان سا مسلمان رند بد مشرب بنی + یعنی خود صنعان اور اسی قتم سی ہے **میر** ہمسی خوش زمزمہ کہان ہونتو + لب لہجہ ہزار رکھتی ہین حقیقت مین یہہ لفظ جیسا مضاف مضاف الیہ ہی فارسی مین اسکا ترجمہ مثل تو ہے ایک صاحب فاضل فرماتی ہین کہ چونتو کا ترجمہ ہی اس صورتمین مضاف مضاف الیہ نہوگا بہرحال اس سی کنایہ ثبوت فعل کا مخاطب کے نسبت بلکہ اوس شخص کی نسبت بہی جسکی طرف کی گئی ہے حاصل ہوتا ہی کیونکہ جب کسی شخص کے قایم مقام مین کوئی صفت موجود ہوگی تو قیاساً و عرفا لازم ہی کہ وہ صفت اوس شخص مین بہی جسکا وہ قایم مقام ہی ضرور موجود ہو پس ثبوت فعل لذاتہ بطریق اولے ثابت ہوگیا ہی اب سوچنا چاہیی کہ شیخ صنعان اصل ہے اور شیخ صنعان جیسا شخص اوسکا قایم مقام جب قایم مقام مین رند بد مشرب بننی کی صفت موجود ہے تو اصل یعنی خود شیخ مین بطریق اولی ہوگی **نکتہ** تکرار مسند الیہ د انکار مخاطب کی تاکید کی واسطی آتی ہے یعنی مخاطب انکار کرتا ہی کہ معاملہ یون ہنین متکلم کو اوسکی انکار کی رد کرنیمین تاکید کرنی پڑتی ہے مثلاً مخاطب جب زید کی آنی سی انکار کری تو متکلم کہتا ہی زید آیا تہا جی زید آ اور کبہی محض تاکید منظور ہوتی ہے

مدعا بیان کیا جاتا ہی **مقدمہ** کلام فصیح وہ کلام ہی جو تنافر
حروف اور غرابت اور مخالفت قیاس لغوی اور عیوب کہیں سے مبرا ہو **تنافر**
حروف یہہ ہے کہ کلام مین ایسے حروف جمع ہو جائین کہ اونکا تلفظ طبع سلیم پر دشوار ہو
اور یہہ امر متعلق مذاق ہے یعنی طبیعت اوس سے خود بخود متنفر ہو جاتی ہے ظاہر مین اوسکا
بیان کرنا ممکن نہین اگر یہہ کہا جاوے کہ اجتماع حروف یک جنس سے کلام ثقیل ہو جاتا ہی مثلاً
حکیم مومن خان دہلوی کا شعر **بیت** یاد ون ترتب یہ مر دیکھیہ سنبھل کر کہنا + جو رہی شیشہ
دل سنگ ستم سی سیکی + تو یہہ محض بے اعتبار ہی البتہ ہم یہہ کہ سکتے ہین کہ انتقال
ایک مخرج سی دوسرے مخرج کی طرف خواہ بعید ہو خواہ قریب بعض اوقات موجب
ثقل کا ہوتا ہی **غرابت** یہہ ہے کہ کلمہ غیر مانوس الاستعمال کلام مین واقع ہو
اور استعمال سے زباندانان ہند کا استعمال مراد ہی بعض اہل فن کا قول ہے کہ کلام
مین ایسا لفظ مذکور ہو کہ اکثر اہل زبان اوس سے ناواقف ہون چنانچہ بعض شعرای
ہند قصاید طویلہ مین رعایت قوافی سی ایسے الفاظ استعمال مین لاتے ہین جیسا کہ
س ایک خورشید لقا طرفہ جوان رشق تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق
کرہی دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار باندہکر کھینچ لی دل زلف سلسل کی دہق

ذوق شب ہجران بسر نہین ہوتی + نہین ہوتی سحر نہین ہوتی + اور کبھی تکرار
سے مبالغہ منظور ہوتا ہی **میر** جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس + اوسنی
رو رو دیا کل ہاتھہ کو دہوتے دہوتے + یعنی بہت دیا اور یہہ تکرار مسند مین ہے اور
کبھی تکرار مسند الیہ سے تحقیر منظور ہوتی ہے مثلاً کہتے ہین آپ فرماتے ہین آپ نے
کیا خوب آور کبھی تکرار سے ہر فرد منظور ہوتا ہے چنانچہ **میر** پتا پتا گلشن کا
تو حال ہمارا جانے ہے + اور تو کہدی اگل جس سے بیبرگی اظہار کرین + یعنی
ہر ایک پتا **ایضاً ولہ** تب ہی بھلی تھی جبتک حرف آشنا نہ تھی تم + یعنی لگے
لڑائی اب تو سخن سخن پہ + یعنی ہر ایک بات پہ + اور اسی قسم سے ہے پانچ
پانچ دس آدمیونکو دیدو یعنی ہر ایک فرد کو پانچ پانچ روپیہ دیدو اگر تکرار
نہوتی تو یہہ معنا نہ نکل سکتا بلکہ معاملہ برعکس ہوجاتا **نکتہ** یہہ جو کچھہ مذکور ہوا
اوس حالت مین ہی کہ کلام مقتضائے ظاہر کی موافق ہوا در کلام کبھی مقتضائے
ظاہر کی مخالف بہی ہوتا ہی چنانچہ **مظہر کو مضمر کی جگہ استعمال کرنا**
مثلاً بادشاہ کا قول کہ حضور ارشاد فرماتی ہین یعنی مین کہتا ہون اور
یہہ تخویف مخاطب اور سامع کو شان و شوکت جتانے کی واسطے ہوتا ہی یا

انکسار اور فروتنی کی واسطی **میر حسن** چھوڑ کر تیرا کہیں سی شہر و دیار + یہہ
بندی ہی لائی ہے تقصیر وار + یعنی مین جو بندی ہون او تقصیر وار ہون
مجھسے یہہ فعل سرزد ہوا ہی اور کبھی ترحم کی واسطی بہی آجاتا ہے چنانچہ کہتی ہین
الٰہی اپنی عاجز بندی پر رحم کر یعنی مجھپر کہ مین تیرا عاجز بندہ ہون **نسیم** گل کا سا
لہو بہر اگریبان + سبزہ کا سا تار تار داامان + دکھلا کی کہا سمن پری کو + اب
چین کہان بکاولی کو + یعنی مجھی کہ مین بکاولی ہون اب چین کہان رہی اس سی
اس بات کا اظہار منظور ہے کہ بکاولی جو خوش باش اور آرام طلبی مین مشہور ہے
اب اوسکو چین کہان یا یہہ بکاولی جو تمکو عزیز تہی اوسکا یہہ حال ہے ہو سکی
تو تم علاج کر لو **نکتہ خلاف ظاہر کی** اقسام مین سے ایک قسم یہہ بہی ہے
کہ جمع کا اطلاق مفرد پر کرین چنانچہ مین کی جگہ ہم اور تو کی جگہ تم کہین مگر مین
اور ہم کا ایک بیت مین جمع کرنا مستحسن نہین مثال اسکی میری نظر سی نہین
گذری غزلیات مین جائز ہی کہ ایک بیت مین مفرد ہوا اور دوسرے مین جمع
چنانچہ **غالب** عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی + میری وحشت تیری شہرت
ہی سہی + دوسرے بیت مین فرماتی ہین + قطع کیجی نہ تعلق ہمسے + کچہہ نہین ہے

تو عداوت ہی سہی+ اور اسی قسم سی ہی **میر حسن** کہا ہے تو سوتوجہ سے اپنے کہو+
فقیروں کو چہیڑو نہ ہنسی ہو+ مقام مقتضی تہا کہ فقیر واحد واقع ہوتا لیکن جمع
کا اطلاق کثرت معنی پر دلالت کرتا ہی یعنی بہت بڑا فقیر ہونا **خلاف ظاہر**
کی اقسام ہین سے ہے **ضمیر مرجع ذکر کرنا** میر اوسکی پاؤن سے جا لگی ہی صبا
خوب سے ہاتہہ اوسی ہاتہہ اوسی لگائیگا+ پہلی اسم اشارہ کا کوئی مرجع نہین
اور نہ لگائیگا کی ضمیر مستتر کا لگا ہی اور لایی وغیرہ مجرد جمع امر حاضر کی صیغہ
ہین اور کبہی جمع مضارع متکلم کے معنی دیتے ہین میر **رباعی** گزرا ہیہ کہ
شکوہ و شکایت کیجی+ یا آکی سخن اور حکایت کیجی+ خوب اتنی تو مجہپر اب
رعایت کیجی+ دل میرا مری تئین عنایت کیجی+ پہلے دونون مصرعون مین
جمع مضارع متکلم کے معنی اسمین ملحوظ ہین اور مصرع سوم و چہارم مین امر
جمع حاضر کی- اور حرف گا جو علامت استقبال کی ہے کبہی جمع حاضر پر
استعمال کرتے ہین پس اس حالت مین مجرد کی مقابل مزید اسکا نام رکہا جا
ہمکو اس کا بیان کرنا ضروری نہین ہی ہم اپنی مطلب کی طرف رجوع کرتی
ہین کہ اسکا فاعل مذکور نہین اور یہہ غزلیات مین کثیر الوقوع ہی اور یہہ

اس نظر سے ہے کہ مرجع ایسا مشہور ہوتا ہی کہ ذہن سامع کا اوسکی غیر کی طرف منتقل
نہین ہو سکتا یا متکلم کی ذہن مین مرجع حاضر ہوتا ہی اوسی کی طرف خطاب
کرتا ہی اور اسی کی قریب قریب ہے **اضمار قبل الذکر** اور اسمین عامہ نکتہ یہہ ہے
کہ جب مخاطب یا سامع ایک ضمیر سنتا ہی تو متردد ہو جاتا ہی کہ مرجع اسکا مذکور نہین
اور جب مرجع سن لیتا ہی تو پھر نفس کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ انتظار
کی بعد جب ایک چیز حاصل ہوتی ہے تو زیادہ تر لذیذ ہوتی ہے **میر** ظالم اودہر
کی سدہ لی جون شمع صبحگاہی + ایک آدہ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے + اور
یہہ مثال اوسوقت درست ہوگی جب اودہر کی معنے اوسطرف لین اور کبھی کوئی
خاص نکتہ بھی ہوتا ہی **میر** مین گریبان پھاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی **میر** + خوش
نہین آتی نصیحت گر کی غمخواری مجھی + چونکہ طبیعت ناصح سی متنفر تھی اسواسطے
اوسکا ذکر موخر کیا اور اسی قسم مین داخل ہے **میر** کہنے کی اون نے جسکو چاہا ہی +
یونہو اپنا کیا نیا ہے + چونکہ مرجع کی مذمت منظور تھی ذکر اوسکا پیچھی ڈال دیا
اور یہہ محاورات مین بہت شایع ہی **نکتہ** مقتضای ظاہر کی اقسام مین سی ایک
استطراد بھی ہے یعنی معنی ہین ایک کلمہ کو ازدواج کی جہت سے ذکر کرنا اور

حیثیت سی کہ مطابب مین اوسکا دخل ہنو سو یہہ کبہی کمال پر ہنر پر دلالت کرتا ہے چنانچہ کہتی ہین ہم اسکی بہلے برے کی ذمہ دار نہین مدعا مخاطب کا اس امر کا ظاہر کرنا ہی کہ ہم اوسکی برائی کی ذمہ دار نہین اور کمال پر ہنر کی راہ سے کہدیا کہ ہم دونون صورتون مین خواہ بہلا ہو خواہ برا ضامن نہین ہین حالانکہ بہلائی کی ذمہ داری ہر کوئی کر سکتا ہی لیکن یہان یہہ امر جتانا منظور ہے کہ جب ہم نیک کی ذمہ دار نہین تو بد کی کیون ہونی لگی اور بہلا زاید ہی صرف بمقابلہ بر کے بہی واقع ہوا ہی تاکہ زوجیت بہلی بری کی حاصل ہو جای اور تغلیب اور استطراد مین تہوڑا ہی سا فرق ہے **نکتہ** خلاف مقتضای ظاہر کے اقسام مین سی ایک **التفات** بہی ہے اور التفات کے معنی ہین نقل کرنا تکلم یا خطاب یا غیبت سے ایکدوسرے کی **طرف** بر خلاف مقتضای ظاہر بشرطیکہ مخاطب ایک ہو خلاف مقتضای ظاہر کی قید نہی اسواسطی لگائی ہے کہ جبتک مقتضای ظاہر کے خلاف ہنوگا ہم اوسکو التفات نکہینگے کیونکہ اگر مقتضی ہے کہ غیبت سی خطاب کی طرف رجوع کیا جائی تو ناچار کرنا پڑیگا اور التفات کا فایدہ یہہ ہوتا ہی کہ سامع کو اوسکی امید کی برخلاف خورش کیا جائی سو یہہ جبتک کہ کلام مقتضای

ظاہر کی خلاف ہوگا تبتک حاصل نہین ہوسکتا ہیں اِس قید کی لحاظ سی صاحب
باغ و بہار کا قول (اے اللہ تو نی مجہہ عاجز کو سب کچہہ دیا الخ) التفات میر
داخل نہین ہوسکتا حالانکہ تکلم سی غیبت کی انتقال واقع ہوا ہی کیونکہ مجہہ
تکلم ہے اور عاجز غایب اور داخل نہونی کی وجہ یہی ہے کہ خلاف مقتضای
ظاہر نہین اگر پہلے ایک شخص کو خطاب کرین پہر دوسرے کو جو مخاطب ہے غیبت سے
یاد کرین تو التفات نہین ہوتی **غالب** تو وہ بد خو کہ تحیر کو تماشا جانی +
غم وہ فسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگی + پہلے مصرع مین دل خطاب ہے پہر جانے مضارع
غایب کا صیغہ مگر یہہ اوس صورت مین ہے کہ جانی کا فاعل بد خو ٹہیرایا جاے
اور فعل کو مضارع غایب پر حمل کیا جاے ورنہ مانحن فیہ سی خارج ہوگا اسی طرح
تکلم سی غیبت کی طرف **میر** مین وہ دنیو الا جہان سے چلا ہون + جسکی لیے
ہر سال روتا رہیگا + یعنی جسکی دنیو الیکو اور کبہی اس امر کی بر خلاف ہی
استعمال کرتی ہین کیونکہ جب اخبار مین ذات متکلم یا مخاطب مقصود ہوتی ہے
اور اول و آخر یکسان ہوتا ہی اور التباس کا بہی خوف اسمین نہین ہوتا تو ضمیر
خطاب یا تکلم ذکر کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین مین وہی ہون کہ آپ مجہی یاد کیا

کرتے تھی یا ایسی تمہین ہو کہ تمہاری دولت سی سبکو بہرہ پہونچتا ہی مقام مقتضی
اس بات کا کہ ضمیر غایب کو رہوتی کیونکہ کاف اس مقام مین صفت کی واسطی
ہے اور جملہ وصفیہ مین ضرور ہے کہ ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو چنانچہ میر کے
شعر مذکور مین واقع ہوا ہی یعنی مین وہ ونیو الا حباب سے الخ اور وحدت
مخاطب کے قید سی یعنی ہمنی جو شرط کی ہی کہ مخاطب واحد ہو اس سے غزلیات اس
قاعدہ سے خارج ہو گئین خواہ پہلی بیت مین خطاب ہو اور دوسرے مین غیبت یا تیسرے
مین تکلم یا انکی برعکس وجہ خروج کی یہی ہے کہ مخاطب ایک نہین ہوتا میر صاحب
فرماتی ہین **غزل** تجھ بن ای نو بہار کی مانند + چاک ہے دل انار کی مانند +
یہہ خطاب کے واسطی ہے اور غیبت کے مثال یہہ ہے سرو کو دیکھہ غش کیا ہمنی + تہا جو چمن
مین وہ یار کی مانند + چونکہ مخاطب ہر ایک کا مختلف ہے اسواسطی التفات مین
داخل نہین اور جاننا نکتہ التفات مین جیسا کہ ہم پہلی بیان کر چکے ہین یہی ہے
کہ جب کلام ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کے طرف نقل کیا جاتی تو سامع کو
ایک نئے قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور کبھی موافق مقام کی کوئی خاص لطیفہ
بہی ہوتا ہی چنانچہ حکایۃً عن الزید کہین **فقرہ** معرکہ جنبش مین ہو جو

تہا کئی ایک شجاع ہینی قتل کئے اور اس شخص کے داہنی بازو مین ایک زخم کاری آیا جس سے بیہوش ہوکر گر پڑا پہر کچہہ چہہ مہینے کے بعد آرام ہوا ظاہر کا یہہ اقتضا تہا کہ یہہ داہنی بازو پر زخم آیا اور مین بیہوش ہوگیا کیونکہ اول و آخر تکلم ہے اور یہہ دونون ضمیر غایب کے ہیں اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ بیہوش ہونا اور زخم کا آنا گو حکایۃً ہوا اسکو اپنی طرف منسوب کرنا اور صیغہ متکلم کا ایسی موقع پر استعمال کرنا مگر وہ سمجہا جاتا ہے میرزا اسد اللہ خان غالب قصیدہ مدح بادشاہ ابوظفر مین فرماتی ہین

س مہر کانپا چرخ چکر کہا گیا + بادشہ کا رایت لشکر کہلا + بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب + اب علو پایہ منبر کہلا + بعد پانچ چار شعروں کے فرماتی ہین + جانتا ہون خط لوح ازل + تم پہ اے خاقان نام آور کہلا + تم کرو صاحب قرانی جب تلک + ہی طلسم روز و شب کا در کہلا + اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ غایبانہ مدح مین ایسا سرگرم ہوا اور ممدوح کا تصور ایسا بندہا کہ گویا آنکہوں سے اوسے دیکہتا ہی ہیں خطاب کرنا شروع کردیا بعض اہل فن کے نزدیک التفات یہہ بہی ہے کہ مضمون تمام ہوجاے پہر تمثیل یا دعا کی ساتہہ اوسی ختم کرین چنانچہ میر صاحب فرماتی ہین

س یان تو اتنا جا فقیر دکہے + برگ سبز است تحفہ درویش + ذوق کہتی ہین

آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت کری + مصرع دوم بیت
اول مین آور خدا مغفرت کری بیت دوم مین التفات ہے + مگر استاد فن سراج
الدین علیخان آرزو اسکو التفات نہین مانتی **نکتہ** خلاف مقتضای ظاہر کی
اقسام مین سے ایک یہہ بہی ہے کہ کلام کو برخلاف مراد متکلم کے حمل کیا جای بشرطیکہ
وہ حمل کرنا صحیح ہو اور حمل کرنیوالیکا مدعا یہہ ہو کہ اگر اس کلام کی یہہ معنی ہمارے
نزدیک ہون تو بہتر ہے چنانچہ صاحب اودہ اخبار نی صاحب اکمل الاخبار
کی نسبت لکہا تہا کہ عقل چہ گُتی ست کہ پیش مردان بیاید صاحب اکمل الاخبار
نے اوسکی جواب مین لکہا کہ اپنے دوستون کا نام گہٹا کر کیون لیتی ہو معہ لقب وغیرہ
کے یاد کرو انتہی مختصرا - صاحب اودہ اخبار کی جواب مین ہے ایک شخص مردان علیخان
رعنا نام ہین اور وہی شاید محرر اس فقرہ کی ہین پس صاحب اکمل الاخبار نی مردان
جو لفظ عام تہا اوسکو خاص بنا لیا اور مضمون یہہ مقرر کیا کہ عقل چہ گتی ست
کہ پیش مردان علیخان بیاید اور جو الفاظ برخلاف حمل کرنی نہین لکہی ہین وہ سب کے
سب قرینہ صارفہ ہین اور ایسا ہے ہم سونا چاہتے ہین تو اوسکی جواب مین
کہا جاتا ہی کہ ہم تو بہوکے مرتے ہین سونا یہان کہان متکلم کی مراد سونی سے

ایک کیفیت ہی جو جاگنی کی ضد ہی اور فارسی مین اوسکا ترجمہ خواب ہے اور مخاطب
حمل کرتا ہی سونے کو زر پر اور قرینہ صارفہ ہمین نہو مرتے ہین ہے یعنی اگر ہم زر
رکھتے تو ہم کیون مرتے پس لازم ہے کہ قرینہ صارفہ اسموقع پر ضرور ہو ورنہ حمل
صحیح نہوگا چنانچہ کہدین کہ ہم سونا چاہتی ہین اور مخاطب کہی کہ سونا یہان
کہا تو مخاطب گمان نہین کرسکتا کہ متکلم سونا زر کی معنو ہمین استعمال کرتا ہے
اور دقیقہ فہم خوب جانتی ہین کہ صنعت ایہام مین سے یہہ قاعدہ ماخوذ ہی اور ایہام
صنایع بدیعی مین سے ایک صنعت ہے **نکتہ** خلاف مقتضائی ظاہر کی اقسام مین سے
ایک **قلب** ہے اور وہ دو قسم ہے ایک مطرد اور دوسرا قلب صفت و موصوف کا ہی
مثلا گھوڑا خوش رفتار سو یہہ قلب البتہ مرکبات فارسیہ مین درست ہو سکتا ہی
کیونکہ ہندی مین اگر قلب صفت و موصوف کا کسی جگہہ پایا بھی جاوے تو وہ ضعف
تالیف پر محمل ہوتا ہی اور مرکبات فارسیہ مین اگر یہہ قلب مروج ہی تو بیشک
اوسکو اوسی صورت سی استعمال کرنا چاہیئے اگر خلاف اسکی استعمال کرینگی تو
بعض اوقات پایہ استحسان سے ساقط ہو جایگا چنانچہ چابک سوار اگر اسکی جگہہ
سوار چابک کہینگے تو وہ لطف نرہیگا جو قلب کی صورت مین ہے دوسرا قلب

ارشق فلق دہق اسمین ایسی الفاظ ہین کہ اکثر اہل زبان انسے ناواقف ہین علی
ہذا القیاس حدق جمع حدقہ بمعنی مردمک چشم اور الیق صیغہ تفضیل اور عمق
ایک شاعر عرب کا اور یق جسکی معنی ہین مجہر یہ سب الفاظ اسی قصیدہ مین ہین
جسکے دو تین شعر مثال مین لکھی گئی **مخالفت قیاس لغوی اور**
عیوب ترکیب واضح ہو کہ اردو زبان کئی ایک زبانون سے مرکب ہے ان زبانونکا
رکن اعظم فارسی ہے یعنی جسقدر فارسی اسمین مخلوط ہی اور کوئی زبان نہین پس ترکیب
نحوی اور فصاحت وبلاغت مین ہندی فارسی کی تابع ہی مگر بعض قواعد مین
جسکو ہم تصرف اہل زبان سے تعبیر کرتے ہین پس جو الفاظ اور تراکیب فارسی زبان مین
متروک اور غیر فصیح ہونگی اردو مین بھی نا محمود ہونگے۔ میری اس بیان سے معلوم
ہوگیا کہ اہل ہند کو اپنی تقریر وتحریر مین تین باتونکا خیال رکھنا چاہیئے ایک اپنی
زبان کے قواعد کا دوسرے فارسی زبان کے ضوابط کا تیسری ایسی تراکیب کا جو فارسی
مین درست ہون اور اپنی زبان مین قبیح و نازیبا ہون چنانچہ عبد اللہ خان مہر
لکھنوی کا شعر ع کسی چھلے کے گھنگرو دست رنگین مین نظر کرلی ؛ جیسی ہوتے
کی گچھی دیکھنی ہون شاخ مرجانمین ۔ دست رنگین اہل مذاق کے نزدیک علی الخصوص

شادی ہی اور وہ کم مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کسی جگہ قلب سے تعقید لفظی حاصل
ہوتی ہے **سرور** نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہے تو وہی سرور ہے جو سرنوشت ہو
مابین فعل اور ربط کی ایک جملہ کا فاصلہ لانا موجب تعقید لفظی کا ہی اور سرو
منادی ہی جسکی ندا محذوف ہی برخلاف اسکی شعر کی **فوق** دیتی شہرت ہی
کسی نے ہر پہر کی آنکھ تری عین احسان ہے وہ ہر ہی گر دیتی ہے + ایسی موقع پہ یعنے
دیتی شہرت ہی قلب و ربط جائز ہی اسلئی کہ یہہ فاصل مفعول ہے غیر نہین
نکتہ خلاف ظاہر مین سے ایک **تجرید** بہی ہے اور وہ مجرد کرنا ایک لفظ کا ہی معنون
سے پہر وہی معنی دوسرے کلمہ مین زیادت اصباح کی واسطی فرکرنا چنانچہ ذمایم
اخلاق ذمایم جمع ہی بمعنے صفت بد اور اخلاق جمع خلق کی بمعنی خوخوا
نیک ہو یا بد آسی قسم سی ہے تعظیم کرنا تعظیم کی معنی ہین کسیکو بڑا جاننا جب
تعظیم خود مصدر ہی تو اسکی بعد کرنا (علامت مصدر) کہنا داخل تجرید ہی اور یہہ
بہی ہو سکتا ہی کہ جزو معنی کی تاکید ہو اور کبہی جمع کی صیغہ کو مجرد کرکی پہر
جمع اسکی بقاعدہ فارسی عمل مین لاتی ہین چنانچہ اہالیان دفتر اہالی جمع اہل کی ہی
مگر ہماری نزدیک یہہ غلط العام مین داخل ہے اور منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ

سمجھنے والی نے اہالی کو سفر دسمجھا اسی قسم سی ہے دوبارہ صیلہ استعمال کرنا
ذوق عشق ہے ایذوق وہ کافر کہ جسکی ہاتھہ سی + شیخ صنعان سا مسلمان رند
بدمشرب بنے + مگر یہہ بیت شایع ہوچکا ہی تفصیل اسکی ہم پہلی لکھہ چکی ہین
نکتہ تجرید مین کبھی ایک یا زیادہ معنے ساقط کردیتی ہین منشی محمد لطیف صاحب
فرماتی ہین ع عوض جور دکھادی تو خدایا ہمکو ستی ہوجاوی وہ بت جسنی ستایا
ہمکو + ستی کی معنی ہین نعش معشوق کی ساتھہ جل مرنا نہ فقط جلنا اور ہند مین
رواج تہا کہ ہنود کی بعض عورتین اپنے خاوندون کے ساتھہ جل جایا کرتی تہین
اور یہان فقط جلنا مراد ہی کیونکہ اگر ستی کے تمام وکمال معنی لئے جائین تو
مضمون دگرگون ہوجاتا ہی کیونکہ ستی ہوجانا بہرحال کسی شخص کے ساتھہ
ہوگا پس اگر اپنے ساتھہ کہا جائے تو یہہ مراد متکلم کی نہین کیونکہ مطلوب فقط
اوسکو سزا دینا ہی نہ اپنی موت بھی اگر دوسرے کی ساتھہ ہو تو یہہ اور بھی شکایت و
حسرت کا مقام ہی کیونکہ غیر کی ساتھہ جبتک کمال وفا نہو ستی ہونا ممکن نہین
پس معلوم ہوگیا کہ فقط جلنا یہان مطلوب ہے اور یہہ تجرید ہی جسکے لفظ مین اشارہ
ہے کہ ستی ہونا بت پرستون ہی مین ہوتا ہے نہ اہل اسلام مین

تیسرا باب مسند کے بیان مین

نکتہ مسند کا ذکر نکرنا ادہی فایدہ کے واسطی ہوتا ہی جسکا بیان ہم مسندالیہ
کر چکے ہین یعنی عبث سے احتراز کرنا یا قرینہ پر اعتماد کرلینا یا کثرت استعمال کو
ملحوظ رکھنا چنانچہ کہتی ہین مزاج شریف کیسا ہی حذف کردیتی ہین اور
وجہ اسکی کثرت استعمال ہے **میر** موقوف غم میر کہ شب ہو چکی ہمدم +
کل رات کو ہیر باتی یہہ افسانہ کہینگے + یعنی غم میر کا بیان موقوف کہو اور
یہہ حذف اعتماد قرینہ ہی **نکتہ** کبھی مسند واجب الستر ہوتا ہی اسلئی حذف
کردیتی ہین **لمولفہ** تمہاری بزم مین تو آجای تو ہین + لون تجھکو بغل
مین اور جو فرمای تو ہین + سر کاٹون وہ ٹیہ تیری جہرسی تمام + جب کا
تمام دور ہو جای تو مین + مصرع اخیر کا مسند واجب الستر تہا اسلئی حذف کیا
گیا اور کبھی کراہت کی سبب سے بھی حذف کردیتی ہین چنانچہ آپ ہی یہہ کہاتی
ہین اور آپ ہی وہ یعنی گو کہاتی ہین اور جہک مارتی ہین اور کبھی مسند کے
واجب الستر ہونی کی صورت مین اسماء الاشارہ پر اکتفا کرتی ہین مدعا یہہ ہوتا ہے
کہ اصل کا ذکر کرنا خلاف ادب ہے **ذوق** جبتک تہے گرہ مین احمقون کے پیسی

سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے اید وق پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے ہمارا مطلب ایسے تیسے سے ہے **نکتہ** کبھی مسند کو حذف کرکے اشمار الا شارہ پر اکتفا کرتی ہین تاکہ اوصاف متعددہ پر دلالت کرے اور یہہ اکثر صفت و موصوف مین واقع ہوتا ہے چنانچہ بیت ولی باعی مذکور مین ایسے ایسے قایم مقام صفت کے ہے اور فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اسمین اختصار کامل ہو سکتا ہے

نکتہ مسند کا ذکر کرنا کبھی اسواسطے ہوتا ہے کہ معین کر دین کہ مسند اسم ہے یا فعل پس اگر فعل ہوگا تو فایدہ تجدد کا دیگا اور اسم سے ثبوت حاصل ہوتا ہے تجدد سے ہماری مراد حدوث ہے یعنی نیا کام کرنا جو پہلے فاعل کے ذات مین موجود نہ ہوا اور ثبوت سے یہہ مراد ہے کہ مقرر کر دین کہ مسند الیہ مین یہہ صفت موجود ہے چنانچہ زید مر گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زید مین جو صفت پہلے نہین پائی جاتی تھی وہ اب پائی جاتی ہے اور زید بیٹھا ہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ زید مین بیٹھنے کی صفت موجود ہے نہ یہہ کہ پہلے نہ تھی اور اب ہو گئی ہے اور فعل مسند کا مقید ہونا ہے کسی ایک زمانہ کے ساتھہ مختصر طور پر ہے اور زمانہ تین ہین ماضی مستقبل حال ماضی وہ زمانہ ہے جو زمانِ تکلم سے پہلے ہو اور مستقبل وہ جو زمان تکلم سے پیچھے ہو اور حال اجزاے

آخر ماضی و اول مستقبل ہے جو ایک دوسرے کی بیچ بیچ بدون مہلت واقع ہون
چنانچہ زید نماز پڑہتا ہی حال ہے حالانکہ بعض اجزا نماز کی اوسنی ختم کرلی ہین اور
بعض باقی ہین پس جو فعل آنات بسیار یعنی بہت وقتون مین بدون فاصلہ
اور مہلت کی واقع ہوتا ہے اوسکو حال بنا لیتی ہین اور مختصر طور پر جو ہمنی کہا ہے
تو ظاہر ہی کہ اوٹہا اوٹہا تہا کی نسبت مختصر ہے ایک صاحب فاضل اعتراض
کرتے ہین کہ کیا اوٹہا تہا فعل نہین ہے اگر ہے تو مختصر کی قید سے کیا فایدہ ہین عرض
کرتا ہون کہ فقط اوٹہا فعل ہے اور تہا اور ہی اور گا علامات ماضی و حال و
استقبال ہین فعل وہی ہے جو ان علامات سے مجرد ہو اور اختصار اوسمین پایا جاتا
ہو اور فعل کبہی تجدد و استمراری پر دلالت کیا کرتا ہی چنانچہ حال مثلا ع ایک
مہانسرا ہی دنیا مین بہی ایک آتا ہی ایک جاتا ہی یعنی بنا ہی شخص آنیوالا ہی اور
بنا ہی جانیوالا اور یہہ آنا جانا استمرار یعنی ہمیشہ کی لئی ہے اور اسیطرح مضارع
مین بہی تجدد و استمراری کبہی پایا جاتا ہی چنانچہ کام چلا جائیگا اور کبہی محض
تجدد ہوتا ہی استمرار نہین ہوتا چنانچہ ع عمر بہر خون جگر پیتا ہی ہمیزہ جینا
ہی کہیہ جینا ہی یعنی لحظہ بعد لحظہ خون جگر پیتا ہی اور نفی اثبات کی تابع ہے

یعنی جو حال فعل مثبت کا ہوگا وہی منفی کا ہوگا اگر کہا جائے کہ جب کسی کلام مین
کوئی قید ملحوظ ہو اور اسی کلام پر نفی آجاے تو وہ نفی قید کی طرف راجع ہوتی
ہی ارباب تحقیق کا یہی قول ہے پس اس قاعدہ کے رو سے کوئی آتا ہی کوئی جاتا ہی
مین نفی تجدد یا استمرار کی ہوگی نہ نفی فعل کی کیونکہ مثال مذکور مین دو صفتین ہین
ایک تجدد کی دوسری استمرار کی سو نفی کرنی سے دونون صفتین زایل ہو گئی۔
زیادت ایضاح کی واسطی ہم بیان کرتے ہین کہ فعل کی تین حالتین ہین یا تو اوس کی
قید تجدد اور استمرار کی ہوگی یا فقط تجدد یا فقط استمرار کی ہوگی پس ان تینون
حالتون مین اگر نفی کرینگے تو وہ نفی ان قیدون کی ہوگی نہ نفی فعل کے ہم اسکا
جواب دیتی ہین کہ یہہ قاعدہ درست اور مسلم ہی لیکن یہہ بات بیان کرنی باقی ہی کہ
اگر مسند مین تجدد یا استمرار ہو تو ایسا ہوتا ہی مگر اسکی بہی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ
نفی تجدد یا استمرار کی مع نفی فعل کے ہو چنانچہ نہ کوئی آتا ہی نہ کوئی جاتا ہی دوسرے
نفی فقط تجدد یا استمرار کی ہو نہ نفی فعل کی اور اگر مسند مین نہ ہو تو دلالت کرتا ہے
کہ واضع نے خود فعل منفی وضع کیا ہی **فوق** نہ آیا گو رہہ میری وہ بیوفا ورنہ +
گلے لگانی کو تربت سے بہی نکلتی ہاتہہ + بیوفا مسند الیہ ہے اور نہ آیا مسند سو مسند مین

نہ نفی تجدد کی ہی نہ استمرار کی بلکہ اصل واضع نے یہہ فعل منفی وضع کیا ہے
نکتہ کبھی مسند ایک فعل واقع ہوتا ہی اور ظاہر مین نہ اید معلوم ہوتا ہی مگر فی الحقیقت
وہ اثبات تردد اور محنت کا کرتا ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ متکلم نے یہ اوسنی ظلم یا رحم
کر نہین کیا تردد کیا ہی **ظفر** کاٹ کر رکھ دن سر اپنا اب یہہ ہی مرضی تیری
تو نے رکھ دی لا کے جو شمشیر میرے روبرو — جاننا چاہیی کہ لفظ کی اضافت کی واسطے
ہوتا ہی اور کبھی قایم مقام عطف کی آتا ہی۔ اس صورت مین فایدہ اختصار
کا دیتا ہی چنانچہ زید آکے چلا گیا اور دیکھ کے کہنے لگا یعنے آیا اور
چلا گیا اور دیکھا اور کہنی لگا اور گرہی اسی قسم سی ہے اور اسی موقع پر بولا
جاتا ہی پس تو نے رکھ دی لا کے یہہ معنی ہین کہ تو جو لایا اور رکھ دی او
مطلب فقط اتنی عبارت مین ختم ہو سکتا تھا تو نی جو شمشیر رکھ دی میری سامنے
لیکن لا یا سی اثبات تردد و سعی کا منظور ہی یعنی میری مارنی کی لئی شمشیر ڈھونڈھ کر
لایا اور مجھپر ظلم کرنیکی لئی اوسی یہہ تکلیف اوٹھائی ہی **نکتہ** فعل کا مفعول
یا ظرف وغیرہ سی مقید کرنا اسواسطی ہوتا ہی کہ اوسمین زیادہ وقوف حاصل ہوتا
ہے کیونکہ جسقدر قیدین زیادہ لگائین گے اوسیقدر خصوصیت اوسمین زیادہ ہوگی

مگر جو لفظ ہوگا اور ہی اور تہا کی ساتہہ مقید ہوگا وہ خبر ہی کیونکہ یہہ کلمی اخبار زمانہ کی واسطی مقرر ہین **نکتہ** ترک کرنا قید کا کسی مانع کی واسطی ہوتا ہی اور وہ مانع یا تو یہہ ہے کہ متکلم مقیدات سے واقف نہین اسواسطی ناچار قیود کو ترک کرتا ہے یا مقیدات کی حاجت نہین ہوتی یا مقیدات کی بیان کرنیکی فرصت نہین ہوتی یا سامع یا اور کسیکو مقیدات سے واقف کرنا منظور نہین ہوتا یعنی مکان اور زمان فعل وغیرہ متکلم نہین چاہتا کہ اور کسیکو معلوم ہوجائین یا خوف اس بات کا ہوتا ہی کہ مبادا مخاطب سمجہی کہ متکلم زیادہ گو ہی یا کوئی اور ایسا ہی سبب مانع ہوتا ہی **نکتہ** مسند کو شرط کی ساتہہ مقید کرنا باعتبار اون حالات کے ہوتا ہی جو حروف شرط کی احوال سے معلوم ہوتے ہین اور حروف شرط کی یہہ ہین اگر گر چون مگر یہہ لفظ فصحای اہل ہند کی محاورات مین کم واقع ہوتا ہی اور اکثر عوام اسکا استعمال کرتے ہین جو جب جسوقت جہان جو ہین ہر چند گرچہ گو اور ہر ایک انمین سے اپنے اپنے موقع پر مستعمل ہوتا ہی اگر اور گر ایک ہی ہین جو بہی انہین کی جگہ مستعمل ہوتا ہی مگر کبہی تعیین زمان کے واسطی بہی آجاتا ہی **میر تکلی** جو تہی تو بنت عنب جا صمہ ہی ہتی + اب تو خرابہ ہے کی خرابات ہی گئی + اور کبہی سواے

شرط کی صلہ کی واسطی بہی آتا ہی **مومن** وہ جو ہم مین تم مین قرار تہا تمہین
یاد ہو کہ نہ یاد ہو + اور کبہی بجای کا نہ کے مستعمل ہوتا ہی جو فارسی مین بیان یا صلہ
کی واسطی آتا ہی **میر** طالع جو میر خوار ہی محبوب کو خوش آی + پر یہ غم یہہ ہی مخالف
دیکہین گے سب تماشا + اسکا ترجمہ یہہ ہے کہ خوشا طالع تو میر کہ یار در پے آزار تست
جب جسوقت یعنین زمانہ کے واسطی آتے ہین چنانچہ جسوقت تم آوگی مین آونگا یعنی
میرا آنا اوسوقت ہوگا جب تمہارا آنا وقوع مین آئیگا مدعا یہہ ہے کہ اپنے آنی کا زمانہ
متعین کر دیا جسوقت کبہی تعمیم کے واسطی بہی آجاتا ہی **غالب** مہربان ہو کے
بلا لو مجہی چاہو جسوقت + مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون + یعنی
اوقات نامعینہ مین سے جسوقت چاہو جہان یعنین زمانہ کے واسطی آتا ہی
میر کبہی تو لگی نہ کہنی پائی اوس سے + جہان یعنی جسوقت بولی لگا کہنے کہ بس بس + کبہی تعمیم
ہی اس سے منظور ہوتی ہے **ذوق** جہان یعنی جسوقت تم نکہا کسیکے ساتہہ دیکہا + کبہی اوس
شوخ کو تنہا نہ پایا + ہر چند اگرچہ گو تینون کا ایک ہی حکم ہی اور انکی جزا مین حرف
استدراک کا لفظاً یا تقدیراً ضرور آتا ہی **نکتہ** حرف شرط کبہی حذف بہی
کر دیتی ہین اور یہہ اکثر مروج ہی **ذوق** آتا ہی تو آ جا کہ کوئی دم کے ہی فرصت +

پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا + یعنی اگر آتا ہو + **میر** ہمسے خوش زمزمہ کہاں
یوں تو + لب و لہجہ ہزار رکھتے ہیں + یوں اسم اشارہ ہے اور قرینے کے واسطے مستعمل ہوتا ہے
اور اکثر اوقات مشار الیہ اسمیں مقدر ہوا کرتا ہے یعنی شعر کی یہہ ہیں کہ ہمارے جیسے
خوش زمزمہ کہاں ہیں اگرچہ لب و لہجہ والے ڈھونڈو تو ہزاروں ہیں اور حذف
کی مثالیں بکثرت میسر آسکتی ہیں **نکتہ** جملہ جزائیہ کی ابتدا میں ہمیشہ تو یا لیک
یا لیکن یا پر یا مگر آیا کرتا ہے **ذوق** اگر جہاں کو بھی آیا تو ہم جانیں گے اب آیا + **میر**
گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم + لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم **میر** مرگئے لیکن
نہ دیکھا تونے ادھر آنکھ اوٹھا + آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمار ہو نہیں تھے + **ذوق**
یار لائے اوسی بالیں پہ مرے کس وقت + اور کبھی انکو حذف بھی کردیتے ہیں **میر** جدا جو پہلو
سے وہ دلبر یگانہ ہوا + طپش کی یہاں تئیں دل نے کہ درد شانہ ہوا **نکتہ** جب شرط
موخر اور جزا مقدم ہوجاتی ہے تو وہ الفاظ جو ابتدا جزا میں واقع ہوتے ہیں قطعاً
محذوف ہوجاتے ہیں **غالب** تنگ تمکین گل و لالہ پریشاں کیوں ہے + گر چراغان
سر رہگذر باد نہیں + **نکتہ** جب جسوقت محض شرط کے واسطے آتے ہیں اگر استقبال
پر آئینگے تو وہی شرط کا فایدہ دینگے اور جب ماضی پر آئینگے تو اوسنے یقین پایا جائیگا

اسموقع پہ قبیح ہے نظر کردن فارسی کا مرکب مصدر ہے جسکے مضارع کا ترجمہ یہان
اس نہج سے واقع ہوا ہی کہ اہل طبع سلیم اس سے خواہ مخواہ متنفر ہین بمقام مقتضی اس
بات کا ہی کہ یون دیکہیے لکہا جاوے نظر کرلی خلاف روزمرہ ہے کیونکہ کوئی زبان دان نہین کہتا
مینی زید کو نظر کرلیا یا زید مجہی نظر کرتا ہی ؏ کسی چہلے کے گہنگرو دیکہیے دستِ نگارین
مین + ہوتا تو خوب ہوتا اسکا نام عیب ترکیب ہے اور مختص بزبان ہندی ہی **مخالفت**
قیاس لغوی یہہ ہے کہ خلاف ضابطہ فارسی یا ہندی کوئی لفظ اپنی کلام مین
وارد کیا جاوے فارسی الفاظ کا بیان اس فن کی کتابون مین مفصل مرقوم ہین یہان صرف
ہندی کا بیان کیا جاتا ہے سو یہہ کئی قسم ہے ایک **زیادت** یعنی کلمہ مین
رعایت وزن شعر کی لحاظ سے کوئی حرف زیادہ کرنا جو معنو مین کچہہ دخل نرکہتا
ہو چنانچہ ادہر کا ایدہر بنا لینا اور وہین کا ووہین ؏ او جانے والے شخص ٹک
ایدہر بہی دیکہنا + یہان بہی تڑپ ہی ہین گنہگار چار پانچ + صاحب شاہنا
اردو ؏ اُٹہا وہین اور کہینچکر اوسنی تیغ + کیا چاک پہلو مرا ایدریغ
اس قسم کی زیادت مین اصل یہہ ہی کہ متقدمین کے نزدیک یہہ جایز تہی مگر اب اسکا
محاورہ متروک ہوگیا ہے اگر ابتدائی حالت دیکہی جاوی تو تا انحن فیہ سے خارج ہوگا

دفوع فعل ہین **نکتہ** کبہی جزاکو بہی بنظر قرینہ دالہ کی حذف کردیتی ہین اور
موکدات جزاکو قایم مقام کرلیتی ہین **ذوق** ای ذوق شہید اوسکو کرنی ہین کیے
عاشق + کرنی ہی اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے + یعنی اگر سبقت کرنی ہی تو کردیر
کیا لگائی ہے جزا اسمین محذوف ہی اور کیا دیر لگائی ہی جو اوسکا موکد تہا اوسکی جگہ
رکہا گیا **نکتہ** اگر جزامین بہی وہی فعل واقع ہو جو شرط مین ہو تو مفہوم اوسکی مخالف
پیدا ہوجاتا ہی اور قضیہ شرطیہ فرضیہ پر محمول ہوجاتا ہی چنانچہ **میر** صاحب فرماتے
ہین ؎ مرگئی ہم تو مرگئی تو جی + دل گرفتہ تری بلا ہووے + یعنی اگر بالفرض ہم
مرگئی تو تو جیتا رہ حرف شرط اسمین محذوف ہے اسیطرح **میر حسن** فرماتی ہین ؎
وگر مرگئی تو بلا سی موئی + تو یون جانیو مجہپہ صدقے ہوئی + **نکتہ** کبہی جزاکو باعتبار
قرینہ سابقہ کے حذف بہی کردیتی ہین **نسیم** جسوقت وہ گل چمن سے لایا +
محمود اخوش ہوئی کہ آیا + کہنی لگی لو مراد پائی + بولا کہ جو یہان سے ہو رہائی + یعنی
اگر یہان سے رہائی ہو تو جانین کہ مراد پائی نہین تو نہین چونکہ جزا مقدم مذکور ہو چکی
تہی اسواسطی اوسی حذف کردیا تاکہ عبث سے احتراز ہو **نکتہ** کلمہ اگر اور جو
ایسے مقام پر مستعمل ہوتا ہی کہ وقوع اور لا وقوع شرط کا یقینی نہو چنانچہ

غالب مٹ جائیگا سر گر ترا پتھر نہ گھسیگا + ہون در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور **میر** گل نے بہت کہا کہ چمن مین نجا یئے گلگشت کو جو آیئے آنکھون پہ آیئے یہ گھسنا اور نہ گھسنا اور آنا نہ آنا یقینی نہین اور یہی سبب ہے کہ یہ الفاظ اکثر مستقبل مین مستعمل ہوتے ہین کیونکہ وقوع اور لا وقوع آیندہ پیدا ہونیوالی چیز کا جزم کی ساتھہ نہین معلوم ہو سکتا اور ماضی اور حال مین بھی اوسجگہ استعمال کرتے ہین کہ جزم مذکور نہو اور وقوع ولا وقوع بطریق فرض کے ہو **ذوق** اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا + یہہ ماضی مین آیا ہی مگر یہہ وقوع یقینی نہین بلکہ فرضی ہے اور کبھی اسکو جزم کی مقام پر بھی استعمال کر لیتی ہین **لمولفہ** ہمنشین گر مری یہہ شب کٹ جاے تو مین جانونگا اک پہاڑ کٹا + شب کا کٹ جانا یقینی ہے **منشی محمد لطیف صاحب** چڑہا دہ پر جو مہتابی پہ تو ہم سمجھی + قیامت آگئی نیزہ پہ آفتاب آیا **ذوق** لگائی زلف کو شانہ نی جو انگلی بکارا دل + یہہ گستاخی ہیلارہ تو سہی بے ادب آیا + جب اور جسوقت جو انہین معنون مین مستعمل ہون مگر ماضی وحال پر آجائین تو جزم اونہی مطلوب ہوتا ہی **منشی محمد لطیف** صاحب فرماتی ہین سہ جب کبھی جوش پہ آجاتا ہی دریا ہی الم +

کشتی می کے وسیلہ سی گزرجاتا ہون **ذوق** مین اپنے ذوق کی قربان کہ

مستی مین محبت کے + بلا یا کسنی اسکو جب آیا بی طلب آیا + جسوقت کی مثال یہہ ہے

ذوق تیرہ روزی نے تری مہر جہانتاب کا نور + دیا جسوقت اوڑا کر یک شب تاب

بنا + اور جب یہہ تینون استقبال مین آتے ہین تو یہہ حکم انکا نہین رہتا بلکہ وہی

شکل ہجاتی ہین **نکتہ** جب مدخول کلمہ اگر یا جو کا ماضی تمنائی ہوتا ہی تو لو کی معنی

دیتا ہے اور لو عربی زبان مین خاص اسی مطلب کیلئے موضوع ہی چنانچہ

لَوْ کَانَ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اگر سوائے اللہ کی کوئی اور بھی خدا ہوتا اور اسکا حکم

یہہ ہے کہ جب مثبت پر آجاتا ہی تو اوسکو منفی بنا دیتا ہی اور جب منفی پر آتا ہی تو

اوسکو مثبت بنا دیتا ہی **ذوق** مرتی جو موت کیے عاشق بیان کبھو کرتی + تو آج

خضر بھی مرنے کی آرزو کرتی + اگر یہہ جانتی چین چین کیے ہمکو توڑینگے تو گل کبھی نہ

تمنائے رنگ و بو کرتی + پہلی مصرع مین جو کا مدخول یعنی کرتے مثبت تہا وہ منفی

ہوگیا کیونکہ معنی اوسکی یہہ ہین کہ عاشقون نے موت کے مزی بیان نہ کیی اگر کرتی

تو یون ہوتا + دوسرے شعر کی پہلی مصرع مین بھی یہی صورت ہے **میرزا اسد**

اللہ خان غالب لیتا نہ اگر دل تمہین دیتا کوئی دم چین + کرتا جو نہ مرتا

کوئی دن آہ و فغان او ٹہ لیتا فعل یا فاعل کوئی دم چین اوسکا مفعول اوڑتیا
منفی جسکی نفی اگر کسی مقدم واقع ہوئی ہے یعنی اگر ہمین ہتھین دل نہ تیا تو کوئی
دم چین لیتا دوسرے مصرع کی ترکیب بہی ایسی ہی ہے **نکتہ** چونکہ شرط ایک جزا کا
تعلق ہے دوسرے چیزسی لیس لازم ہی کہ شرط اور جزا کی درمیان اختلاف لفظی نہو
یعنی ایسا نہو کہ ایک ماضی ہو اور دوسرا استقبل یا برعکس اسکے مگر کسی نکتہ کی واسطے
اور یہہ کبہی کلمہ بہی کے ساتھہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین شعر یہ اگر آ بہی گیا تو کیا کر لیگا اور
کبہی بدون بہی کے بہی مستعمل ہوتا ہی **غالب** یہی ہے آزمانا تو ستانا کسکو کہتی ہین
عدو کے ہو لیئی جب تم تو میرا امتحان کیون ہو نکتہ اسمین یہہ ہے کہ وجود شرط کا جو
آیندہ ظاہر ہونیوالا تہا بطریق حقیقت یا فرض ماضی پر حمل کر لیا اور جزا جسکا
وجود شکی تہا استقبال پر محمول ہو گئی لطیفہ اسمین یہہ ہے کہ ہر چند شرط کا مضمون
گزر چکا پہر بہی وجود جزا کا ظہور ممکن نہین **نکتہ** تنکیر مسند کی کبہی تعظیم کی واسطے
ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین زید ایک ہے انا آدمی ہے یا تحقیر کی واسطے جیسا کہ کہتی ہین
وہ ایک خیال ہے **نکتہ** تخصیص مسند کی صنافت یا وصف کی ساتھہ اسلئی ہوتی ہے
کہ فایدہ اتم ہو اور ترک تخصیص کسی مانع کی واسطے ہوتی ہی چنانچہ بیان اسکا مسند الیہ

ہین گزرچکا ہی **نکتہ** تقدیم مسند کی نہایت اہتمام کی واسطی ہوتی ہے یعنی اوسکا
بیان اہم ہوتا ہی تاکہ تقدیم ایسی چیز کی جسکا حق یہہ ہے کہ موخر ہو اہمیت پر دلالت کرے
چنانچہ کہتے ہین کھڑا ہی زید اصل یہہ ہے کہ یون کہا جاتا زید کھڑا ہی مگر یہہ اسلیے
ہے کہ مخاطب زید سے تو آگاہ ہی لیکن اوسکی کیفیت سے واقف نہین کہ آیا وہ کس
حالت مین تھی اور بیان کرنا اوسکی کیفیت کا مقدم اور اہم ہے اسواسطی کھڑا ہی
پہلے کہا گیا **نکتہ** جب ایک چیز مین دو وصف موجود ہون اور سامع سمجھے کہ یہہ شے
ایک ہی صفت رکھتی ہے نہ دو یہانتک کہ جایز سمجھے کہ یہہ دونون وصف خارج مین
متعدد چیزون کے ہین پس جس صفت کو سامع جانتا ہو اور حسب علم متکلم کی طالب
اس بات کا ہو کہ دوسری صفت کا حکم اوسپر لگائیگا ایسی موقع پہ واجب ہے کہ اوسی لفظ
کو مقدم کرین مگر کسی نکتہ کی واسطی چنانچہ اہتمام شان مسند وغیرہ اور یہہ اس مثال
سے روشن ہوسکتا ہی کہ یہہ زید ہے پس اگر مخاطب مشار الیہ کو جانتا ہو مگر یہہ
نجانی کہ یہہ زید ہی یا عمرو یا کوئی اور اسموقع پر کلمہ یہہ مسند الیہ ہوگا اور اگر زید کو
جانی مگر یہہ نجانی کہ زید یہی ہے یا کوئی اور اسموقع پر زید کو مقدم کرینگے اور یہہ کو
موخر اگر یہہ کہا جائی کہ جزئی حقیقی محمول یعنی مسند الیہ نہین ہوسکتی جیسا کہ

علمای منطق کہتی ہین تو مین کہتا ہون کہ یہان کلمہ یہ یا ولی ہی و تاویل اسکی یہ
ہے کہ صاحب اس نام کا زید ہی **نکتہ** کبھی تقدیم مسند کی تشویق کے واسطے
ہوتی ہے ذکر مسند الیہ کی طرف یعنی مقدم کرنے مین مسند الیہ کیطرف شوق دلانا
منظور ہوتا ہی کیونکہ حصول شی کا انتظار کے بعد لذیذ تر ہوتا ہی چنانچہ **لا اعلم** دین و
دنیا مین مجھی آئی ہین دو باتین پسند + دوستی حق کی محبت حیدر کرار کی - آتین
مسند ہے اور دو مسند الیہ دو باتین عدد مبہم (دو) کی تمیز اور دوستی اور محبت تمیز
کا بدل یا تفسیر ہے اور قایم مقام مسند الیہ **نکتہ** مسند دو قسم ہی ایک فعلی
دوسرا سببی فعلی وہ ہی جو بدون واسطہ کسی شی کے اسناد اوسکی طرف واقع ہو
بحسب لفظ کی چنانچہ زید کھڑا ہی یا عمرو شاعر ہی اور سببی وہ ہے جو برخلاف فعلی کی ہو
جو کچھ صدر مین مذکور ہوا سب اسناد فعلی کا بیان تھا اب ہم سببی کا ذکر کرتے ہین
اسناد کسی فعل مین جب واضح اور مبین ہو اگر اوسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو
نفس کو بعد استماع کی ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب مسند کا کو
کیا جاتا ہی تو نفس مخاطب کا زعم ہوتا ہی کہ مسند فعلی ہی ہو گا جیسی کہ عادت
روزمرہ کی ہے جب اوسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو نعمت غیر مترقبہ حاصل

ہوتی ہے چنانچہ زید اوسکا دستخط اچھا ہے اگر فعلی ہوتی تو یون کہا جاتا
کہ زید کا دستخط اچھا ہی **نکتہ** ظرفیت مسند کی اختصار کی واسطے ہوتی ہے
چنانچہ کہتی ہین زید گھر مین ہے اصل یہہ ہے کہ زید موجود ہے گھر مین اور کبھی کلمہ
مین کو جو ظرفیت پر دلالت کرتا ہی حذف کر دیتی ہین زید گھر ہے یا زید مسجد گیا ہے
اور دوسری مثال اوس صورت مین ہی کہ مین اسمین سے محذوف ہو اور اگر اور جگہ
صورت لیجائی یعنے زید مسجد کی طرف یا مسجد کو گیا ہی تو بہی لفظ محذوف ہوگے
نہین **نکتہ** مسند کبھی منفی واقع ہوتا ہی اور حقیقت مین اوس سے نفی مطلوب نہین
ہوتی اور حرف نفی زاید ہوتا ہی اور قلت مقدار شی یا زمانہ پر دلالت کرتا ہے
چنانچہ کہتی ہین دیکھیے نہ کیا مزا ہے یعنی تھوڑا سا چکھہ کر دیکھی **غالب** کیا
فرض ہے کہ سب کو ملی ایک سا جواب آؤ نہ ہم بہی سیر کرین کوہ طور کی + یعنی
تھوڑی دیر کی واسطی آؤ **نکتہ** کبھی مسند کو مع مسند الیہ کے حذف کر دیتی ہین
مثلاً ایک شخص کسیکو مارتا ہو تو دوسرا عداوتاً یا متسخراً کہی اور اور
یا ایک اور یعنی مارے جا یا ایک اور مارا اور یہہ جملہ انشائیہ ہی اور مع مفعول
کے حذف ہی **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جائی + جلاد سے لیکن

وہ کبھی جاتی ہین کہ جہان ورنہ اکثر ایسے جملہ کی ابتدا مین آگیا یا جہان واقع ہوتا ہی یا اور کی تکرار **دقیقہ** جو قواعد مسند یا مسند الیہ کی بابت ہمنے ذکر کیے ہین مثلاً ذکر و حذف تقدیم و تاخیر تنکیر و تعریف وغیرہ وہ انہین دونون کے ساتھ مخصوص نہین ہین بلکہ اگر کوئی دانا سخن شناس غور کریگا تو جان لیگا کہ اعتبارات مذکورہ اور مقامات مین بھی آسکتی ہین اور بعض مواقع پر اشارہ بھی کر دیا گیا ہی یعنی مسند الیہ کے ذکر مین اگر مسند کا ذکر آگیا ہی یا مفعول یا متعلقات فعل کا تو وہان اشارہ کر دیا گیا ہی کہ یہہ قاعدہ اس سے متعلق ہے

چوتھا باب
احوال متعلقات فعل کے بیان مین

نکتہ فعل یا مفعول ایسا ہوتا ہی جیسا کہ فعل یا فاعل یعنی فاعل یا مفعول دونون مین سے کسی ایک کا ذکر کرنی سے یہہ غرض ہے کہ تلبس دونونکا باہم پیدا ہونا افادہ وقوع مطلب کا پس اگر مفعول مذکور نہو اور غرض محض اثبات یا نفی فعل کے ہو تو فعل متعدی کو بمنزلہ لازم کی بنا لیتی ہین اور مفعول مقدم کر لیتی ہین چنانچہ ؎ مجھی بخشیو میرے پروردگار کہ ہی تو رحیم اور آمرزگار

بخشیو فعل متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول مخفی ہے جو مذکور ہے دوسرا گناہ جو
محذوف ہی اس مثال مین ایک مفعول محذوف ہے اور دوسرا مذکور اور جسمین دونون
محذوف ہون اوسکی مثال یہہ ہے میر تہا کرم پر اوسی کی شر بیام + تیرے
اعمال آہ مت پوچھو + تم بہی ہی مالک ان وزجرا + بخشدو اور گناہ مت پوچھو +
فعل یہان دو ہین ایک بخشدو اور دوسرا مت پوچھو اور مفعول یعنے گناہ ایک نے
اگر اوسی پہلی فعل کے ساتہہ متعلق کیا جائے تو یہی مفعول یعنیہ دوسرے فعل کے
واسطے مقدر کرنا پڑیگا اور اگر دوسرے کی ساتہہ متعلق کیا جائے تو یہی مفعول
یعنیہ پہلے کے واسطے مقدر کرنا ہوگا بہر حال ہمارا مدعا حاصل ہے **نکتہ** کبھی
مفعول کو اس اعتماد پر حذف کر دیتے ہین کہ بعد ابہام کے اوسکا ذکر کیا جائیگا
اور یہہ اکثر فعل کہنے اور فرمانے اور چاہنے مین آتا ہی اگر کہیے ہین کل آون تو
فرمایئے تو کہانا لاون مین چاہتا تو چلا جاتا یعنی اگر آپ کو کہیے اور کہانا
لانیکو فرمایئے لاون اور مین چلا جانا چاہتا - اور یہہ حذف اسواسطے ہوتا ہی کہ جب
ایک فعل مذکور ہوجاتا ہی تو سامع جان لیتا ہی کہ یہان کوئی ایسی چیز
مقدر ہے جس سے فعل تعلق رکہتا ہی لیکن امر اسکی نزدیک مبہم ہی جب ا

مذکور ہوتی ہے تو مبین اور واضح ہو جاتا ہی اور دل مین ایک طرح کی نشست پیدا
کرتا ہی یہی مثال مذکور مین جسوقت مین اگر چاہتا مذکور ہوا تو سامع نے خیال
کیا کہ کوئی مفعول ہے جو چاہنی سے تعلق رکہتا ہی جب چلا جاتا کہا تو سامع
کو یقین ہو گیا کہ متکلم کا مدعا یہی ہے کہ چلا جانا چاہتا **نکتہ** کبہی فعل کو مع مفعول
کے حذف کر دیتی ہین اور معطوف پر کفایت کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین دہوپ
ایسی سخت تہی کہ بہیجا پگہلنی لگا واضح تر مثال یہہ ہے کہ تلوار پشت زین پر بیٹہی
اور یہہ اوس وہم کی دفع کرنیکی واسطی ہوتا ہی کہ سوا دا غیر مراد کا ارادہ پہلے کیا جای
یعنی مخاطب یہہ نہ خیال کری کہ اہم بیان کرنا قطعیت سوار کا ہی نہ پشت زین
پر پہونچنا تلوار کا کیونکہ اگر کہا جاتا کہ تلوار سوار کو کاٹکر پشت زین پر پہونچی تو
اشتباہ ہوتا کہ شاید مخاطب کا مدعا سوار کا کٹ جانا ہی اور زین پر بیٹہنا
تلوار کا مبالغہ ہی اور اس کہنی سی یہہ بہی معلوم ہو گیا کہ تلوار کی کاٹ ایسی
تہی کہ سوا پشت زین کے رک نسکی نکتہ اسمین یہہ ہے کہ یہہ حذف باعتبار عقل
بر سبیل برہان ہے کیونکہ کوئی چیز جب کسی چیز مین حایل ہوگی جبتک وہ نہ کٹ جائیگی
دوسری چیز پر تلوار نہین پہونچ سکتی یہین معلوم ہو گیا کہ تلوار جب تک سوار کو نہ کاٹ

ورنہ اسمین داخل رہیگا یا **اواخر کلمات مین یا زیادہ کرنا** چنانچہ صفائی
قربانی وغیرہ کہ اصل مین صفا اور قربان ہے میر حسن ؎ اوس آئینہ رو کا کرون
کیا بیان + صفا رکھے سی اوس جگی وہان + اور ابوظفر فرماتی ہین ؎ ہمسی ملنا ہی گر
صفائی کے ساتھہ + کوئی تو بات کر صفائی کے ساتھہ + تمام غزل کی ردیف یہی ہے
مگر صفائی کا لفظ کثرت استعمال کے سبب غیر فصیح نہین خیال کیا جاتا مولوی الطاف
حسین صاحب حالی فرماتی ہین کہ میرے نزدیک یہہ مخالفت قیاس لغوی سے مستثنی ہے اردو
کا قیاس لغوی اب یہہ ٹھیر گیا ہی کہ اکثر مصادر عربیہ فارسیہ مین ایک حرف معید معنے
مصدریت بڑہا لیتی ہین جیسے فراغ فراغت سلاست سلاستے سو مزاجی مصنوعی
وغیرہ - قربانی اگر عید کے ساتھہ متصل ہو اور عید تک اضافت مذکور ہو یعنی
عید قربانی مستعمل ہو تو درست ہے یعنی عید منسوب بقربان اس صورت مین یائی نسبت
ہوگی نہ زاید لیکن قربانی بمعنی ذبیحہ خاص جو عید کے دن ذبح کیا جاتا ہی حق یہہ ہی کہ
اس قسم سی نہین بلکہ خاص محاورہ اہل ہند کا ہو چکا ہی ذوق ؎ تا یہہ قربانی صراط
عشق پر مرکب بنے + اسی قسم سے ہی میرزا خادر کا قول ؎ کوچہ ہے ترا یار کہ
یا کوہ مری ہے + (کہ) خود حرف ترد دیہی چنانچہ ذوق ؎ مژہ سیکا نکا ہی ٹکڑا

نیگی تبتک پشت زین پر نہین بیٹہہ سکتی اسی قسم سی ہے **میر** ان جلتی ہڈیون
پر ہرگز ہما نہ بیٹہی + پہونچی ہے عشق کی تپ ای میر استخوان تک + یعنی بدنکو
گرم کرکی ہڈیون تک پہونچی ہے **نکتہ** کبہی مفعول حذف ہوتا ہی اور فعل صرف
تمہید کلام پر دلالت کرتا ہی چنانچہ کہتی ہین لو اور سنو تو جمع امر حاضر ہی اور
متعدی ہے مفعول اسکا بہر حال ہونا چاہیی لیکن ظاہرا یہان کوئی مفعول
مذکور نہین اور نہ ہم مقرر کرسکتی ہین کہ اسکا مفعول یہہ ہے پس لا بدہی کہنا
پڑتا ہی کہ یہہ فعل صرف مخاطب کے متوجہ کرنی اور تمہید کلام کی لئی ہی ایسا ہی
مقام خطابی مین مفعول کو حذف کر لیتی ہین اور قرینہ دالہ پر اعتماد کرتی
ہین اور مراد اس سے حوصلہ دلانا اور سست کو ہوشیار کرنا ہی **غالب**
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دی ندی شراب تو کر کوئی کباب تو دی
لا کا مفعول مذکور نہین اور کبہی محض قرینہ عقلی پر اعتماد کرکی مفعول کو
حذف کردیتی ہین **ذوق** بدنہ ہو زیر گردون گر کوئی میری سنے + ہی صدا
گنبد کی یہہ جیسی کہی ویسی سنی + سنی کا مفعول محذوف ہے اور وہ عقل کے نزدیک
بات ہی ادنی تامل سمجہہ مین آسکتا ہی اور کبہی اس اعتماد پر کہ متکلم اور مخاطب کے

ہین مفعول معلوم ہوتا ہی حذف کر دیتی ہین **منشی محمد لطیف صاحب**
مانگی پہ دینا بہی کچہہ دینی مین دینا ہی نہہلا + لطف اسمین ہے میری جان بلا مانگ
جو دو + دو کا مفعول نہ رہی اور وہ فریقین کو معلوم ہے - اور کبہی قرینہ مذکورہ
سابقہ پر اعتماد کر کی مفعول کو خواہ ایک فعل کا ہو یا زیادہ فعلونکا حذف کر دیتے
ہین **شہیدی** ہاے ایک مینی کب لیا دینی ہی گر تو دو تو دو + خواہ دو سیب ذقن کے
خواہ دو غبغب کے دو + اور اس سے پہلے یہہ شعر ہی سو نہ دو تم دو ہی دو بوسے لے
اک ڈہب کے دو + ہی مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو + تحذیر کی مقام پر بہی
اکثر مفعول حذف کر دیتی ہین اور کبہی انکا نام لینی سی نفرت کر کی مفعول
کو حذف کر دیتی ہین چنانچہ جب کسی مخالف شی کا ذکر آوی تو کہہ دیتی ہین لعنت
بہیجو اگر کہا جاے کہ لعنت مفعول ہے بہیجو کا اور وہ مذکور ہی پس حذف کیونکر ہوا
ہم کہتی ہین کہ بہیجو متعدی بدو مفعول ہے پس ایک مفعول یعنی شی بکروہ محذوف ہے
اور کبہی مفعول کو حذف کر کی اوسکی مضاف الیہ پر اکتفا کرتی ہین **منشی محمد**
لطیف صاحب آؤ بیٹہو میری پاس اپنی کہو میری سنو + ایسی نفرت ہی تمہین
کاہیکو ای جان مجہسی + یعنی آپ نی جیلونگی کہو اور میری کیفیت سنو **نکتہ** کبہی مفعول

کو جب اوسکی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی تو مقدم کر لیتی ہین **میر** شریف کہ رہا ہی
تمام عمر ای شیخ + یہہ میرا جب گدا ہی شراب خانہ کا + چونکہ شریف مکہ بنا ایک امر
عظیم الشان تھا مقدم کیا گیا مگر یہہ وس صورت مین ہی کہ رہا ہی کی سعی
نہ رہا ہی لئی جا وین اور کبھی تقدیم مفعول مین تعظیم شان فاعل کے منظور
ہوتی ہے **میر حسن** جسی چاہی جنت مین دیوی مقام + جسی چاہی دوزخ مین
رکھی مدام + جسی مفعول از نکرہ ہی اور تنکیر مین خورد و بزرگ شریک ہین یعنی
وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جسکو چاہی بزرگ ہو یا خورد جنت مین مقام دے
یا دوزخ مین رکھی **نکتہ** کبھی تقدیم مفعول کی محض تخصیص کے واسطی ہوتی ہی
لا اعلم اسکو تو اک یہہ ہی مار ہی تشکل اس سا یہ کا اوتار ہی + اسکو ما اکا مفعول
ہے اور سبب تقدیم کی تخصیص اسمین پائی جاتی ہی یعنی خاص اسکو اور اسی قسم سے
ہے جو کہتی ہین تمہین دیا ہی جب مخاطب کو گمان ہو کہ شاید کسی اور کو دیا
ہوگا اور یہہ عکس اسکی یعنی مسند کی مقدم ہونے کی صورت مین مفعول کی تخصیص
زایل ہو جاتی ہے اور دیا جانا یقینی ہو جاتا ہی **نکتہ** کبھی تقدیم مفعول
کی حصر کا فایدہ دیتی ہی **میر حسن** اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا بہشت + اوسی کا ہی

دوزخ اوسی کا بہشت + اسی مرکب ہے اس اور یہی سی کثرت استعمال سے ہی کی ساقط
ہوگئی اور یہی خود ایک کلمہ ہی جو حصر کے واسطے آتا ہی پس اس مثال مین تقدیم اور
تخصیص دونون ملکر حصر کا فایدہ دیتے ہین تقدیم تنہا کیونکہ تقدیم ایک ایسا امر ہے
جو شدت اور ضعف دونون قبول کرسکتا ہی **نکتہ** کبھی مفعول کو اس وجہ سے حذف
کردیتے ہین کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ اس وجہ سے ہوتا ہی جو ایقاع فعل کا صریحا متضمن ہو
یعنی ایسی وجہ پر اوس مفعول کے ذکر کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہی کہ جب اوسکو ذکر کرینگے
تو ضرور وہ فعل بھی اوسکی ساتھہ مذکور ہوگا تاکہ اوس مفعول پر کمال اعتنا ظاہر
کیا جاوے **شہیدی** سوندو تم دوہی دوہی درد کو ولی اک ٹہیکے دو ندو کا
مفعول مذکور نہین ہوا اس اعتماد پر کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ مع ذکر صریح فعل کے تہا
سو بوسہ مع فعل دونکی مذکور ہوا اور یہہ ظاہر اس آرزو کا ہی کہ دینی کا فعل بوسہ پر
ضرور واقع کیا جاوی یعنی تاکید ہی کہ ضرور بوسہ دو چنانچہ تقلیل حد دادر حصر تقلیلی
اس پر دلالت کرتا ہی **دقیقہ** حصر تقلیلی کبھی بطریق تسلیم و تنزل کے آتا ہی
غالب عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی + میری وحشت تیری شہرت ہی سہی
یعنی مین بطریق تنزل کہتا ہون کہ اگر مجھی عشق نہین تو وحشت ہی سہی اور

کبھی تعلیل عدد کی واسطی آتا ہی جیسا کہ مثال مذکور مین سو سی گز کی دوری کیتھا کیا **نکتہ** کبھی ظرف کو اوسکی متعلقات پر مقدم کرلیتی ہین اور تقدیم مین اسکی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی **فوق** مسجد مین اوسنی ہمکو آنکھین دکھا کی ما را کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کی مارا + اور مسجد چونکہ عظیم الشان تھی اور فعل اوسمین واقع ہوا تہا اسلئی اسکو مقدم کیا گیا **نکتہ** کبھی ظرف محض تاکید کی واسطے آتی ہی تاکہ سامع کو اوسمین وہم نرہی **میر حسن** لگا پاسی وہ تا زمین تا بفرق سراپا جواہر کی دریا مین غرق + مضمون مصرع اخیر مین تمام و کمال آچکا ہی مصرع اول کا مضمون محض تاکید مدح کی واسطی واقع ہوا ہی تاکہ سامع کو گمان نہو کہ یہہ مضمون سرسری مذکور ہوا ہی **نکتہ** کبھی حال کو صاحب حال پر جب اوسکی شان کا اہتمام منظور ہو تو ہی مقدم کرلیتی ہین **نسیم** عریان مجھی دیکھکر گیا ہی کہان اوسکی جو کھینچی سزا ہی عریان حال ہے مجھی کا چونکہ جتانا حال کا منظور تہا اسلئی اسکو مقدم کیا گیا **وقایع نگار پنجابی اخبار منشی محمد شمس الدین** صاحب فرماتی ہین (خلیج عمان سے ایسے وقت عبور ہو کہ بیخبر دشمن پر حملہ کیا جائے) بیخبر کو اسلئی مقدم کیا کہ اوسی کا بیان اہم تہا **نکتہ** بعض افعال ایسی ہین کہ اونکی دو مفعول ہوتے ہین

جیسے کہ گرنا سمجھنا جاننا بخشنا دینا وغیرہ مگر سمجھنا اور جاننا اوس صورت مین ہی کہ
حسبت کے معنے اوسمین ملحوظ ہون یعنی گمان کرنا وہ متعدی بیک مفعول ہونگے اور ان
فعلون کو اپنی مفعولون کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو متعدی بیک مفعول کو اپنی مفعول
کے ساتھہ پس معلوم ہوگیا کہ ان فعلونمین دو نسبتین ہین اور متعدی بیک مفعول
مین ایک **ناسخ** بس بگولی ہی کو مین گنبد مدفن سمجھا + بگولا پہلی نسبت ہی اور گنبد
دوسری جب ایک نسبت سے تجرید چاہتی ہین اور منفرد کرنا منظور ہوتا ہی تو پہلی نسبت
پر ہی اکتفا کرتی ہین **میر** مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب مینے درد دل کتنی کئی جمع تو دیوان
کیا + دیوان کیا کا مفعول اول ہے اور مفعول ثانی یعنی مرتب محذوف ہی اور ہو سکتا ہی
کہ فعل کئے مع اپنے مفاعیل کے مفعول اول ہو اور ضمیر جو اس جملہ کی طرف راجع ہو محذوف
ہو اور دیوان مفعول ثانی پس معنے یون ہونگی درد دل کتنی جمع کئی تو اونکا دیوان
کیا اور یہہ معنی پہلی معنون کی نسبت اولی ہین اور مدعا متکلم کا اونمین بخوبی پایا جاتا
ہے کیونکہ اوسکو یہہ بیان کرنا منظور ہے کہ میرا ہر ایک شعر ایک دیوان درد دل ہے اور جب بہت سی درد دل جمع
ہوگئی تو خود اونہین دردولونکا ایک دیوان مرتب ہوگیا اور جب مقام مقتضی مدح کا ہوتا ہی تو
تعمیم اور شمول افراد کی واسطے مفعول ثانی کو حذف کردیتی ہین تعمیم اور شمول افراد

سی یہہ غرض ہے کہ جو کچھہ سامع کے دل مین آجاوی ہی اوس سے مراد لیجاوی چنانچہ
کہتی ہین خدا سب کو دیتا ہی یعنی دولت زندگی رزق وغیرہ انعام واکرام الٰہی **نکتہ**
کبھی ان دونون مفعولون مین سے کوئی ایک حقیقت مین صفت یا موصوف ہوتا ہی چونکہ اردو
مین موصوف کا مرتبہ موخر ہونا چاہیی کہ جو لفظ موصوف ہونی کی حیثیت اصلاً رکھتا ہو وہ
موخر مذکور ہو مگر چونکہ یہہ صفت و موصوف لفظاً واقع نہین ہوتے اسواسطی اگر مقدم بھی
ہو جاوی تو مخل نہین ہوتا ہی اگر دونون مساوی ہون تو جو لفظ پہلی مفعولیت کی نسبت
رکھتا ہو اوسکو مقدم کرنا چاہیی چنانچہ حلیمہ سعدیہ کے قصہ مین ہے ۵ مجھی شرمندہ
نکیجو بیٹا + مجھی حقیقت مین موصوف ہی اور شرمندہ اوسکی صفت تقدیم و تاخیر کا
لحاظ اوسمین نہین رکھا گیا اسلئی کہ صفت و موصوف لفظاً نہین واقع ہوا اگر بیان
مفعول دوم کی شان کا اہتمام منظور ہو وہان اوسی کو مقدم کرنا چاہیی **للمولفہ**
شرمندہ کیا لب نے عقیق یمنی کو + وحشی کیا آنکھون نے غزال ختنی کو + حقیقت مین
شرمندہ و وحشی مفعول دوم ہین اور مفعول اول کی صفت ہین لیکن صفت کا
بیان کرنا متکلم کی نزدیک اہم تہا اسواسطی مقدم کیا **نکتہ** جہان فعل حذف
کر دیتی ہین اور پہر اوسکی تفسیر کرتی ہین وہان دو تاکیدین ہوتی ہین ایک وہ تاکید

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

جو تکریر فعل یعنی دو دفعہ بیان کرنی سی خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً حاصل
ہوتی ہے دوسرے نسبت مفعولیت کی تکریر سی کیونکہ پہلی تو صراحۃً مذکور
ہوتا ہی اور دوسرے دفعہ اضمار کی ساتھہ اور اہل عرب اس قاعدہ کو مَا اُضْمِرَ
عَامِلُہٗ عَلٰی شَرِيطَۃِ التَّفْسِيرِ کہتی ہین یعنی یہہ وہ مفعول ہی جسکا عامل
اس شرط پر مضمر کیا گیا ہی کہ پہر اوسکی تفسیر کیجائیگی مثلاً کہتی ہین زید
مینے اوسی خوب مارا مارا فعل اور مینی فاعل اور زید مفعول اور اوسی کا
مشار الیہ ہے اور مفعول لفظی کا عامل حقیقت مین محذوف ہے تقدیر اوسکی یہہ ہے
کہ مینی زید کو مارا اوسے خوب مارا پہلا عامل حذف کر دیا اسلئی کہ پہر وہ مذکور
ہونیوالا تہا اور ضمیر جو مفعول کی طرف راجع ہونیوالا تہا عوض اوسکی
رکہا گیا تا کہ حذف پر دلالت کری اور اسمین اور اسنادِ سببی مین فرق یہہ ہے
کہ ہنا دسببی مین فعل مقدر نہین ہوتا صرف یہہ ہوتا ہی کہ معمولی طریق
اسنادسی تجاوز کرکی دوسرے طور پر اسناد کرتی ہین تا کہ ایک غیر مترقب
نعمت حاصل ہو جای اور یہہ دونون قاعدی بظاہر مشابہ ایک دوسرے
کی نظر آتی ہین سبب اسکا یہہ ہے کہ علامت مفعولیت کی مفعول حقیقی مین

بموجب قاعدہ ہند کی موجود نہین جیساکہ عربی زبان مین ہوتی ہی مثلاً
زیداً ضربتہ منصوب ہونا زید کا صراحتہً مفعولیت پر دلالت کرتا ہی
اور یہہ بیان حاصل نہین اسواسطی مغلطہ ہوجاتا ہی ہمارا مطلب مثال
مذکور کے ترجمہ سے ہے

پانچوان باب قصر کی بیانمین

قصر کے معنی ہین ایک چیز کو دوسری کے ساتھہ طریق معہود پر مخصوص
کرنا اور طریق معہود کئی طرح پر ہے مثلاً عطف اور استثنا وغیرہ ہم ان
سب کا بیان موقع پر کرینگے انشاءاللہ تعالی **نکتہ** قصر دو نوع پر
ہوتا ہی ایک حقیقی جو منتہا ونہین ہوتا غیر کی طرف ایک اضافی
جو دوسرے کی اضافت اور نسبت کی لحاظ سی ہوتا ہی اور ہر ایک ان
دونون مین سی دو نوع ہی ایک قصر صفت کا موصوف پر دوسرا موصوف
کا صفت پر چنانچہ کہتی ہین زید شاعر ہی ہے یعنی اور کوئی صفت
اُسمین نہین پائی جاتی سوائے شاعر ہونے کی اور ایسی کلام کا وجود حقیقت مین